ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

فروری ۱۹۱۱ء

(قادیان دارالامان)

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

مدرسہ احمدیہ اور اُسکی جدید سکیم

مدرسہ احمدیہ کا انتظام جب سے مخدوم قوم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کے ہاتھ میں دیا گیا ہے۔ مدرسہ کی حالت میں نمایاں ترقی ہو رہی ہے اور خدا کے فضل سے امید کیجاتی ہے کہ یہ اولوالعزم مرد خدا اپنی دعاؤں اور نیک نمونے سے اس میں ایک روح پھونکنے والا ثابت ہوگا۔

اس سے پہلے مدرسہ تعلیم الاسلام اور مدرسہ احمدیہ کا بورڈنگ ہوس ایک ہی تھا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے مدرسہ احمدیہ کا بورڈنگ الگ کر کے اس میں تمام ضروریات کا پورا انتظام فرمایا ہے۔ اور اب آپ نے مدرسہ کیلئے جدید سکیم ایسے اصولوں پر تجویز کی ہے کہ سات سال کے اندر ایک طالبعلم جہاں تمام علوم عربیہ میں خدا کے فضل سے پوری مہارت حاصل کرے وہاں اسے ضروریات انگریزی۔ حساب۔ جغرافیہ وغیرہ ضروری باتوں سے اچھی واقفیت ہو جاوے۔ اور باایں اسے کبھی تعلیم میں رکاوٹ بوجہ مظلوم نہ ہو۔ آجکل نصاب تعلیم میں جو بڑا نقص ہے۔ اور جسنے طلباء کی صحت اور ذہنی قابلیتوں کو خطرہ میں ڈالدیا ہے وہ یہی ہے کہ انکا نصاب تعلیم اتنا لمبا اور تکان پیدا کرنیوالا ہے کہ طالبعلم اس کو بمشکل رٹ سکتے ہے۔ اور اس میں اجتہادی قابلیت پیدا نہیں ہوتی۔ اسلامی مدارس میں تو یہ نقص ایسا خطرناک ہے کہ اب تک بعض دور از کار کتابیں درس میں چلی جاتی ہیں۔ اور کوئی شخص اس طرف توجہ نہیں کرتا۔ کہ ان میں بیفایدہ وقت طالب علموں کا ضایع ہو رہا ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے مدرسہ احمدیہ کے نصاب کو ضرورت زمانہ کے مطابق تجویز کیا ہے۔

اور پہلی آسانی اس میں یہی رکھی ہے کہ طالبعلم پر کثرت مضامین کا ایسا بوجھ نہ ہو کہ اسکا دماغ بگڑ جائے۔ اور روحانی قوتوں کا نشو و نما رک جائے۔ پھر اس سکیم میں انہوں نے اس امر کو بھی مد نظر رکھا ہے۔ کہ ایسی کتابیں منتخب کیجاویں۔ جو سلیس ہونیکے ساتھ ایسے مصنفوں کی ہوں جو اپنی نیکی اور پاکیزگی کا بہترین نمونہ ہوں اسلیئے کہ اندر ہی اندر مصنفوں کا اثر طالبعلم کی زندگی پر پڑتا ہے۔ علم کلام اور مناظرہ کیلئے پرانے نصاب میں عملی رنگ پیدا نہیں کیا جاتا صرف چند اصطلاحیں اور ان طریقوں کو سکھا دیا جاتا ہے جنکی غرض صرف یہ ہو کہ کسی نہ کسی طرح مخالف کا صرف منہ بند کر دیا جاوے حالانکہ مناظرہ کی غرض یہ ہونی چاہیئے۔ کہ حق ظاہر ہو جائے۔ اس سکیم میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایسی کتابیں منتخب کی ہیں۔ جو طلباء کو عملی طریق مناظرہ سکھائیں گی۔ اور وہ … سہ احمدیہ سے نکلکر خدا کے فضل سے مختلف قوموں کے ساتھ مناظرہ کرنے کے قابل ہوں گے۔ مجھے اس سکیم میں اگر کوئی بات قابل اضافہ معلوم ہوتی ہے تو وہ یہ ہے کہ کسی طرح سے حفظ قرآن بھی اس مدرسہ کے طالبعلموں کو لازمی کر دیا جاوے۔ سات سال کا کورس ہے۔ اور سات سال میں قرآن مجید کا حفظ کرنا کچھ مشکل بھی نہ ہوگا اگرچہ اس سکیم کے رو سے قرآن مجید کا بہت سا حصہ حفظ ہو جاتا ہے۔ تاہم اگر کل قرآن مجید حفظ ہو سکے تو بہترین امر ہو۔ بہرحال جو سکیم صاحبزادہ نے تجویز کی ہے وہ ملک کے قابل آدمیوں نے پسند کی ہے۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ وہ جلد دوسرے مدارس میں بھی رایج ہو جاوے۔ صاحبزادہ صاحب کو مدرسہ کیطرف بہت توجہ ہے اور ہونی ہی چاہیئے۔ کیونکہ وہ اصل غرض جو حضرت مسیح موعود قادیان کے مدرسہ سے ملحوظ رکھتے تھے۔ وہ اس کے ذریعہ انشاء اللہ پوری ہوگی۔ میں نے پہلے بھی لکھا ہے اور اب پھر توجہ دلاتا ہوں کہ ہمارے احباب کو اس مدرسہ میں اپنے بچوں کو بھیجکر ہم خرما و ہم ثواب حاصل کرنا چاہیئے۔ ہاں اسکے ساتھ ہی اس بات کو بھی مد نظر رکھنا چاہیئے۔ کہ مدرسہ کے جدید انتظام اور اس میں ضروری اصلاحوں کیوجہ سے اخراجات بڑھ گئے ہیں۔ اور مدرسہ احمدیہ کے سرمایہ کی قلت حضرت صاحبزادہ صاحب کو گونہ تشویش میں ڈالے گی۔ اور یہ امر احمدی قوم کی حمیت اور غیرت کے خلاف ہے کہ وہ درسگاہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام پر آپ کی یادگار کیصورت میں قایم ہے اُسے کسی قسم کا گزند پہنچے مئی ۱۹۱۴ء کے ریویو میں جو گوشوارہ آمد و خرچ کا دیا گیا ہے۔ اس میں مدرسہ کے خزانہ میں صرف تین سو چھ روپیہ گیارہ آنہ باقی ہیں۔ اور سال کے ابتدا میں بعض غیر معمولی اخراجات خرید کتب اور خرید سامان وغیرہ کیوجہ سے یہ رقم ایک مہینے کے لئے بھی شاید گنجایش نہ رکھے۔ اسلئے احباب کو یادگار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے مستقل چندوں کا سر دست اتنا انتظام کرنا چاہیئے۔ کہ تین سو روپیہ ماہوار کی مستقل آمد ہو جائے۔ اگر تین سو آدمی ایک روپیہ ماہوار بھی دیں تو بھی یہ رقم آسانی سے پوری ہو جائے۔ پس میں ایکبار پھر احباب کو متوجہ کرتا ہوں کہ مدرسہ احمدیہ کیا اس حیثیت سے کہ وہ ایک دینی مدرسہ ہے اور ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا عہد کیا ہے۔ اور کیا اس حیثیت سے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یادگار ہے۔ اور کیا اس لحاظ سے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے ہاتھ میں اسکا اہتمام دیا گیا ہے یہی قابل ہے کہ تمہاری توجہ خصوصیت سے اسکیطرف مبذول ہو۔ اسی مدرسہ سے ایسے نوجوانوں کے نکلنے کی توقع ہو سکتی ہے جو اشاعت اسلام کر سکیں۔ اور حفاظت اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں اسلام کے متعلق معلومات کا ذخیرہ عربی زبان میں ہے۔ اور جبتک عربی زبان میں کمال حاصل نہ ہو ایک شخص ان معلومات سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید کی خدمت اور اشاعت کیلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ عربی زبان اور اس کے متعلقہ علوم میں دسترس ہو اگر یہ نہیں تو محض انگریزی یا یورپ کی کسی دوسری زبان کا پڑھ لینا۔ اور اس میں کمال پیدا کرنا کوئی ایسی خوبی کی چیز نہیں۔ جس سے اشاعت اسلام ہو سکے۔ پہلے خود اسلام کی حقیقت اور قرآن مجید کی حقیقت کو سمجھنا ضروری ہے۔ اور چونکہ اس کے لئے عربی زبان کی ضرورت ہے۔ اس لئے اس مدرسہ کی تائید اور نصرت تمام مسلمانوں پر عموماً اور احمدیوں پر خصوصاً فرض ہے۔ اور اس مدرسہ میں چونکہ اسوقت تعلیم قریباً مفت دیجاتی ہے۔ اس لحاظ سے بھی وہ قومی توجہ کا خصوصاً محتاج ہے۔

مدرسہ احمدیہ کے متعلق اگر کسی قسم کی خط و کتابت کی ضرورت ہو تو صاحبزادہ صاحب کے نام کر لی جاوے البتہ ترسیل زر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ہونی چاہیئے۔

ایوانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے ہو کر ترقی پذیر ہے کا بہت سا حصہ بہتر گیا ہے۔ پچھلے دو دنوں میں آپ کو خواب اور دوالی کیوجہ سے ضعف رہا۔ کہانے پینے کیطرف کم توجہ ہے آج صبح ۵ فروری کو میں حضرت کیخدمت میں حاضر تھا۔ اور دو تین دوست اور تھے۔ فرمایا خدا کی قدرت ہے کہانے پینے کیطرف طبیعت متوجہ نہیں۔ پانی تک سے نفرت ہے اور عجیبات ہے کہ پیشاب خوب آتا ہے۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ حضرت! عملی طور پر اس حدیث کی سچائی سمجھ میں آگئی ہے جس میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بیمار کو کھلاتا پلاتا ہے۔ پھر فرمایا عجیب بات ہے سودا اور ترش چیز کو طبیعت چاہتی ہے۔ وہ تین دن سے یہاں نہیں۔ اور جو پانی جنجر وغیرہ یہاں ہے اس سے نفرت ہے اسی طرح پر کچھ باتیں ہو رہی تھیں کہ چند منٹ خاموش ہوئے۔ اور پھر یکایک بولے۔

ایک کشف

ابھی میں نے دیکھا ہے کہ امی سلام پر کسی پرند کا مزیدار شوربا رکھا یا ہے مانند اس کی بار یک بار یک چڑیاں پھینکٹی ہیں۔ یونہی آپ نے یہ کشف سنایا میں نے عرض کی۔ کہ اس کو پورا کرنے کے لئے کسی پرند کے گوشت کا انتظام کیا جاوے۔ یہ کہہ کر میں اُٹھا۔ تا کہ صاحبزادہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب جو کبھی کبھی ہوائی بندوق سے شکار کھیلا کرتے ہیں۔ انہیں عرض کروں کہ کوئی پرند شکار کریں میں جب ان کے پاس پہونچا تو معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی وقت انہوں نے کچھ پرند شکار کئے ہیں۔ وہ حضرت کیخدمت میں پیش کئے گئے۔ اور حضرت بہت خوش ہوئے۔

۴ فروری ۱۹۰۸ء کو بعض افغانوں نے جو یہاں کچھ عرصے سے آئے ہوئے ہیں رخصت چاہی اور بیعت کی۔ حضرت نے بعد بیعت فرمایا۔ بری صحبتوں میں نہ بیٹھو۔ نماز سنوار کر پڑھو۔ درود شریف اور استغفار بہت پڑھا کرو۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ہم ایک نصیحت نامہ لکھدیں گے۔ تب رخصت کریں گے۔ چنانچہ ۴ فروری ۱۹۰۸ء قبل دوپہر حضرت نے مندرجہ ذیل نصایح آپ نے ایڈیٹر الحکم کے قلم سے لکھوا دیں۔ جنکا اردو ترجمہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

(اول) تمام آدمی نماز کو اول وقت پوری توجہ سے ادا کریں۔
(دوم) دعاؤں میں بکثرت مشغول رہیں۔
(سوم) لا الہ الا اللہ کا وظیفہ کریں۔
(چہارم) درود شریف۔ لا حول۔ اور استغفار سے غافل نہ ہوں۔
(پنجم) امرا سے مباحثہ نہ کریں اس باب میں سخت تاکید ہے کیونکہ امرا عموماً حق سے دور ہوتے ہیں۔ اور تکبر میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ہاں ان کے حق میں دعا کرو۔ خواہ یہ امرا گاؤں کے ہوں یا امرا سلطنت ہوں۔
(ششم) غربا میں کوشش کرو کہ وہ کسی پر ظلم نہ کریں اور نمازیں پڑھیں۔
(ہفتم) لڑائی فساد اچھی چیز نہیں۔ اس سے ہمیشہ پرہیز رکھو۔ اور اپنے بادشاہ کی فرمانبرداری کرو۔
(ہشتم) اگر اللہ تعالےٰ توفیق دے تو قرآن مجید کو پڑھو ان تدبر اور تفکر سے پڑھو۔ اور غرض قرآن پڑھنے سے عمل ہو۔ خدا تعالےٰ توفیق دے (آمین)

ایڈیٹر الحکم کو نصیحت

بعض لوگوں کو اگر نصیحت کی جاوے اور ان کو اس کا مخاطب قرار دیا جاوے۔ تو ناگوار گذرتا ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں ہماری گونہ ہتک ہے۔ اور دشمنوں کی شماتت۔ قرآن کریم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہؤا۔ اور اس میں مومنین کو خطاب کر کے احکامات اور ہدایات جاری ہوئیں۔ اگر کوئی شخص نعوذ باللہ یہ سمجھ لے۔ کہ یہ احکامات۔ اور ہدایات اس لئے جاری ہوئی ہیں۔ کہ ان میں وہ عیوب موجود تھے۔ تو وہ سخت ٹھوکر کھانے والا ہوگا۔ نابکار عیسائیوں کو استغفار پر یہی شبہ گذرا۔ کہ استغفار وہی انسان کرتا ہے یا اسے ہی استغفار کی ہدایت ہوتی ہے جو گنہگار ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ سچی بات ہے کہ جو شخص استغفار نہیں کرتا۔ وہ شیطانی پنجہ میں گرفتار ہے۔ استغفار تمام ترقیوں کی جڑھ اور تمام کامیابیوں کا گر ہے۔ اس لئے ایسے لوگوں کو اس قسم کے وسوسوں میں نہیں پڑنا چاہئیے۔ اور میں تو خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔ ایڈیٹر الحکم ہمیشہ اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنے کو تیار رہنا اپنی سعادتمندی سمجھتا ہے۔ رومن کیتھولک پادریوں نے کنفیشن (اعتراف ذنوب) کے مسئلہ کو نہیں سمجھا۔ اور ایک پاک حقیقت کو نجاست میں ملا دیا۔ مگر دراصل اعتراف ذنوب ہی وہ زینہ ہے۔ جس سے انسان ترقی کے منار پر چڑھ سکتا ہے۔ اعتراف ذنوب سے خودشناسی پیدا ہوتی ہے۔ اور خودشناسی سے پھر خداشناسی کی روشنی پڑنے لگتی ہے۔ انسان اپنی کمزوریوں اور غلطیوں کو معلوم کر کے تکبر اور نخوت کی چادر کے نیچے سے نکل جاتا ہے۔ اور پھر وہ جس مخلوق کو ذلیل اور حقیر سمجھتا ہے۔ اس سے بھی اپنے آپ کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔ اس تذلل سے اس پر رحمت ربانی کے دروازے کھلنے لگتے ہیں۔ اور وہ ترقی کرنے لگتا ہے۔ غرض میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔ اس وسوسے کہ میں اپنے آپ کو غلطی اور کمزوری سے پاک سمجھنے لگوں۔ اور اپنے آپ کو کسی شفیق اور ہمدرد ناصح کی نصیحت کا محتاج نہ سمجھوں۔ میں تو اپنی زندگی کے لئے ماں کے دودھ سے زیادہ پرورش کرنے والی چیز اس نصیحت کو جانتا ہوں۔ جو مجھے کبھی دے۔ اور یہ خدا کا احسان ہے۔ کہ محض للہ فی اللہ ہمیں آگاہ کرنے والا موجود ہے۔ ۲۳ فروری کی شام کو بعد مغرب حضرت نے مجھے بلایا۔ میں حاضر ہؤا۔ تو چند اور احباب بھی موجود تھے۔ آپ مجھے تخلیہ میں کچھ فرمانا چاہتے تھے۔ مگر احباب نا سمجھی سے بیٹھے رہے۔ آپ نے مفصلہ ذیل تقریر فرمائی:-

تین قوتیں

فرمایا انسان کے اندر تین قوتیں ہیں۔ ایک تخیلی۔ دوسری علمی۔ تیسری عملی۔

تخیلی قوت شاعروں کی بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ بڑے بڑے نازک خیال انہیں سوجھتے ہیں۔ اور وہ سوچتے رہتے ہیں۔ مرزا غالب بڑے نازک خیال تھے۔ ان کی یہ حالت تھی کہ بعض وقت ایک ایسا شعر کہہ گذرتے تھے۔ کہ دوسرے وقت خود بھی اس کی سمجھ نہ آتی تھی۔ مولوی فضل حق خیرآبادی نے انکا دیوان ترتیب دیا۔ مرزا غالب نے انہیں کہدیا تھا۔ کہ جو تمہیں سمجھ آتا ہے۔ اسی طرز پر ترتیب دے دو۔ ایک مرتبہ یہ قوت تخیلی ان کی ایسی بڑھی۔ کہ شاہزادہ جوان بخت کی شادی پر سہرا کہا۔ اور اس میں بڑا دعوے کیا۔ آخر ذوق نے مقابلہ کیا اور مرزا غالب کو مجبورًا عذر کرنا پڑا۔ اور شرمندہ ہونا پڑا۔ انشاءاللہ خان بھی بڑے پایہ کا شاعر تھا۔ اور بڑا نازک خیال۔ مگر آخر گمنامی کی زندگی میں جان دیدی۔ یہ نتیجہ تھا قوت تخیلی کی ترقی کا۔ فارسی میں حضرت امیر خسرو بڑے پایہ کے شاعر گذرے ہیں اور ان کی قوت تخیلی بھی بہت بڑھی ہوئی تھی۔ نتیجہ یہ ہؤا کہ حضرت خواجہ نظام الدین علیہ الرحمۃ کی خلافت سے محروم رہے۔

ایڈیٹروں کی بھی قوت تخیلی بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ جب قوت تخیلی کا زور ہو تو اسے علمی اور عملی قوتوں کے رنگ میں لانے کی کوشش اور دعا کرنی چاہئیے۔ عملی قوت انبیاء علیہم السلام کی بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی عملی قوت ہی تو تھی۔ جس نے اپنے مخالفین کو غرق کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عملی قوت کا تماشا دیکھو کہ فرعون اور اس کی جماعت کو غرق کر دیا۔ اعلےٰ درجہ کی چیز یہی ہے۔ اور پھر اگر یہ نہ ہو تو علمی قوت کو بڑھانا چاہئیے۔ صرف تخیلی قوت کو بڑھنے نہیں دینا چاہئیے۔ جو لوگ قلم سے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔ اور عملی رنگ پیدا نہیں کرتے وہ ناکام رہ جاتے ہیں۔ تمام کامیابیاں عملی قوت سے پیدا ہوتی ہیں۔ بیماری افلاس۔ اور مشکلات میں تخیلی قوت بڑھ جاتی ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ بعض بعض وقت میری تخیلی قوت بڑی بڑھتی ہے۔ مگر خدا کا فضل ہے کہ میں فورًا اس سے نکل جاتا ہوں۔ تخیلی قوت کا ایک پولیٹکل نظارہ بنڈیل کے وقت میں نظر آتا ہے۔ آج کوئی اپنا نام بھی بڑیل نہیں رکھتا۔ اور اسکا ذکر کوئی خیر سے نہیں کرتا۔ پس یاد رکھو کہ اس قوت کو بڑھنے نہیں دینا چاہئیے۔ اگر چاہو تو تم تخیلی قوت کے نہ بڑھانے پر میرے ہاتھ پر بیعت کر لو۔ (عرض کیا کہ ابھی خدا کے فضل سے حاضر ہوں) تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اس کو مت بڑھاؤ۔ اور اس سے توبہ کرو۔"

اس پر میں نے عرض کیا کہ حضور طبیب ہیں۔ میری یہ قوت تخیلی اخبار ہی سے بڑھتی ہے۔ اس سے پہلے ایک مرتبہ اوائل خلافت میں حضور نے مجھ سے عہد لیا تھا۔ کہ میں اخبار کو کبھی نہ چھوڑوں گا۔ اب اگر یہی میری قوت تخیلی کو بڑھانے والا ہے۔ تو پھر اجازت دیں۔ کہ میں اسے بند کر دوں۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ تم اس فن کو خوب سمجھتے ہو۔ اور یہاں جو لوگ اس کام کو کرتے ہیں ان سے بہتر ہو۔ میں یہ اجازت نہیں دیتا۔ یہی کام کرو۔ بس قوت تخیلی کو بڑھنے نہ دو۔ میں نے تو علاج اور اسباب سب کچھ بتا دیا ہے۔ تم سمجھ سکتے ہو"۔

یہ ہے وہ نصیحت جو میرے آقا نے مجھے فرمائی۔ اور میں حیران ہوں کہ کسقدر درد آپ کے دل میں اپنے خدام کے لئے ہے۔ اس بیماری میں دوسروں کی روحانی۔ اور اخلاقی بیماریوں کے علاج میں فکرمند رہتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ میری طرح اور بھی بہت سے مریض ہوں گے۔ جو قوت تخیلی کو بڑھنے دیتے ہوں گے۔ اس لئے امید ہے یہ پیغام انہیں بھی سودمند ہوگی۔ میں اپنے دوستوں سے چاہتا ہوں کہ وہ میرے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔ اس لئے بھی کہ ہم سب کا آقا۔ اور امام چاہتا ہے۔ کہ

خاکسار ایڈیٹر الحکم۔ الحکم کے ذریعہ سلسلہ کا خادم رہے

میں اپنی بڑی سعادت سمجھتا ہوں کہ وہ مجھے اس خدمت کا اہل پاتا ہے۔ اور میری حوصلہ افزائی کے لئے اپنے مالی دعا اور مرحمت مندانہ نصایح سے دریغ نہیں فرماتا۔ اللہ تعالیٰ اسے جزائے خیر دے۔ اور مدت دراز تک اس کے فیض سے بہرہ یاب کرے۔

صدقات کی طرف توجّہ

میں نے قریبًا ہر اخبار میں لکھا ہے کہ ان ایام میں حضرت کو صدقات کی طرف بڑی توجہ ہے۔ موضع ننگل قادیان کے قریب اسی کا دراصل ایک پرانا حصہ ہے۔ وہاں طاعون کی کوئی واردات ہوگئی۔ اس کی اطلاع ملی۔ تو فرمایا جماعت کو تاکید کردو کہ دعاؤں میں لگ جاوے اور استغفار کریں۔ اور صدقات دیں۔ ہر شخص کچھ نہ کچھ صدقہ ضرور دے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں حضرت میر ناصر نواب صاحب نے احباب کو صدقات کی طرف متوجہ کیا۔ اور قریبًا کل دوستوں سے جو یہاں رہتے ہیں۔ صدقہ کی ایک رقم جمع کر کے قربانی کی۔ اور غربا۔ اور مساکین کو کھانا کھلایا۔"

اور یہ سلسلہ بدستور جاری ہے خود حضرت بھی بہت کچھ صدقہ کر رہے ہیں۔"

غلام آزاد کرنے کی خواہش

حضرت خلیفۃ المسیح کی پاک سیرۃ کا ایک عجیب واقعہ ہے۔ جو ہمارے دولتمند دوستوں کیلئے بہت کچھ سبق آموز اور محرک ہوگا۔ جسکا علم مجھے غیر معمولی رنگ میں ہوگیا۔ بعض مغربی مصنفوں نے اپنی نادانی نہیں جہالت سے اسلام پر اعتراض کیا ہے۔ کہ اسلام نے غلامی کو پھیلایا۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جس نے دنیا سے غلامی کا استیصال کیا۔ یہ موقعہ نہیں کہ میں غلامی پر کوئی مضمون لکھوں۔ بلکہ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی کا ایک واقعہ دکھانا ہے۔ پچھلے دنوں جب ہمارے بعض بھائی حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے آپ نے **ایک سو روپیہ** ایک غلام آزاد کرنیکے لئے انہیں دیا۔ چونکہ یہاں تو ایسے غلام نہیں ملسکتے۔ جن کو آزاد کیا جاوے۔ آپ نے مکہ میں کسی غلام کی آزادی کے لئے کوشش فرمائی یہ جوش اللہ تعالےٰ کے احکام پر عمل کرنیکا اللہ تعالےٰ کے فضل کے بدوں پیدا نہیں ہو سکتا۔ ہندوستان میں بہت بڑے بڑے دولتمند تاجر اور رئیس ہیں۔ شاید بہت ہی کم ایسے دل ہوں گے۔ جن میں غلاموں کو آزاد کرنیکا عملی خیال

پیدا ہوا ہو۔ ہماری جماعت میں بھی یہ ایک نظیر ہے۔ حضرت کی خواہش ان لوگوں کی غلطی کیوجہ سے عملی صورت اختیار نہ کر سکی۔ غلام شاید اڑھائی سو روپیہ کو ملتا تھا۔ اگر وہ اطلاع دیتے تو یقیناً حضرت باقی روپیہ بھیجدیتے۔ مگر انہوں نے روپیہ واپس کر دیا۔ حضرت کو آزادی غلام کا ثواب ہوگیا۔ کیونکہ اسی نیت سے یہ رقم بھیجی گئی تھی۔ مگر ناظرین یہ سنکر حیران ہوں گے کہ اس روپیہ کو بھی حضرت نے بعض ایسے لوگوں کی مدد میں صرف کر دیا۔ جو کسی ایک یا دوسری مشکل میں مبتلا اور اسیر تھے۔ اس طرح نہ صرف ایک کو۔ بلکہ کئی گردنوں کو آزاد کرنے کا ثواب حاصل کیا۔

اگر اہل دل احباب اس نظیر سے عملی فائدہ اٹھائیں۔ اور غلام آزاد کرنے کا ایک فنڈ قائم کر کے حضرت کے پاس ایسی رقوم بھیجتے رہیں۔ تو اس سلسلہ کی عظیم الشان اسلامی خدمات میں

یہ عملی کام بے نظیر ہوگا

تعلیم سلوک

حضرت خلیفۃ المسیح اس علالت میں بھی اپنے فیوض سے قوم کو متمتع کرتے رہتے ہیں۔ اور جب کبھی طبیعت بحال ہوتی ہے۔ یا کوئی تحریک ہوتی ہے۔ تو کچھ نہ کچھ سناتے اور سمجھاتے ہی رہتے ہیں۔ اور یہ حکیم قوم جو مصلحان ربانی کے رنگ میں آتی ہے۔ ہر شخص کی حالت اور مرض کے لحاظ سے کبھی تو انفرادی رنگ کے نصائح کیا کرتی ہے۔ اور کبھی اجتماعی رنگ کی۔ اس ایک سِرّ کو نہ سمجھنے کیوجہ سے بعض لوگوں کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے نہ سمجھنے میں دھوکہ لگا ہے۔ مثلاً ایک شخص آتا ہے اور وہ کوئی بہترین نیکی پوچھتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ ماں باپ کی خدمت کرو۔ اور کسی دوسرے کو کچھ اور بتایا نادانوں نے اس کو اختلاف قرار دیا حالانکہ اس کا نام اختلاف نہیں ہے۔

اسی رنگ میں تعلیم سلوک ہے۔ جو میں نیچے درج کرتا ہوں جو ۳۰ جنوری ۱۹۱۱ء کی شام کو ایک مخلص دوست کو حضرت نے لکھائی ہے۔ بہت سے لوگ وظائف اور اوراد کے مشاغل میں مصروف اور منہمک ہوتے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ سطور انشاء اللہ تعالیٰ ان کے لئے سلوک کی بہترین راہ بتانے والی ہوں گی۔

بوقت شام ۳۰ جنوری ۱۹۱۱ء حضرت خلیفۃ المسیح نے مخدوم میاں محمد صدیق صاحب کو بلوایا۔ اور فرمایا۔ دوات لاؤ میں تم کو ایک بات بتاتا ہوں۔ اس کو [illegible] نہ سمجھیو۔ یہ بہت بڑی بات بتاتا ہوں۔ فرمایا قرآن کریم کی یہ آیت تین مرتبہ پڑھو۔ اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتٰب یتلٰی علیھم ان فی ذٰلک لرحمۃ وذکرٰی لقوم یؤمنون۔ مخدوم صاحب کے تین مرتبہ کے پڑھنے کے بعد فرمایا۔ اللہ پاک اس آیت میں تمام منازل سلوک کے لئے فرماتا ہے۔ کہ ان کو یہ کتاب (قرآن کریم) جو ہمنے محمد رسول اللہ صلعم پر نازل کی ہے۔ کافی نہیں۔ مومنوں کے لئے اسی میں رحمت ہے اور اسی میں تمام ذکر ہیں۔ فرمایا میں نقشبندیوں کے قدرت اور کشوف کے طریقے خوب جانتا ہوں۔ مگر اس شہادت خداوندی کے بعد سلوک کے اور طریقوں کو اختیار کرنا میں کفر جانتا ہوں۔ اس قسم کا ہوں کو جو گیا نہ طریقے سمجھتا ہوں۔ تم سب گواہ رہو میں مرجاؤں تو میری یہ نصیحت یاد رکھنا۔ اگر کوئی خیال اس کے خلاف اٹھے تو لاحول پڑھنا۔ شاہ عبد العزیز صاحب کے ایک بھائی تھے۔ جنکا نام [illegible] تھا۔ ان کی ایک بیوی تھیں ام حبیبہ انکا نام تھا۔ انہوں نے [illegible] کثرت سے اوراد اور اذکار شروع کر دئے۔ [illegible] کچھ دنوں کے بعد نفلوں کی جگہ بھی انہوں نے [illegible] ایک دن [illegible] نے کہا کہ تم ہر روز [illegible] کیا کرتی [illegible] انہوں نے مان لیا۔ [illegible] انہوں نے اپنے مصلّے پر بندوبان کی شکل میں بندہ کو دیکھا اور اس نے کہا کہ جس راہ پر میں نے تم کو ڈالا تھا وہ کیوں چھوڑ دی۔ اس کے بعد اس کے میاں آئے اور انہوں نے پوچھا۔ بیوی صاحب تم نے آج کچھ دیکھا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں آئندہ توبہ کرتی ہوں۔ پھر فرمایا اللہ تعالےٰ کی ایک اور شہادت پڑھو جو ابتدائے قرآن مجید میں ہے الم ذٰلک الکتٰب لاریب فیہ ھدًی للمتقین۔ فرماتا ہے میں اللہ خوب علم والا یہ شہادت دیتا ہوں۔ کہ جس قدر لوگ متقی بنے ہیں۔ علم تو مجھکو ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہی کتاب ذریعہ ہے متقی بننے کا۔ خدا تعالیٰ کی یہ دوسری گواہی ہے یہ بات میں تم کو خدا کی تحریک سے کہتا ہوں۔ احادیث میں آیا ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کئی قسم کے اعوذ پڑھتے تھے۔ مگر جب قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس نازل ہوئیں۔ تو آپ نے معوذتین کے سوا سب چھوڑ دیئے پھر فرمایا۔ اس وقت اتنی ہی برداشت ہے زندہ رہا تو کل کچھ اور کہونگا۔ اور صبح فرمایا۔ سورۃ اعراف کے اخیر میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قل انما اتبع ما یوحٰی الی من ربی ھٰذا بصائر من ربکم وھدًی ورحمۃ لقوم یؤمنون۔ واذا قرئ القراٰن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون۔ اے نبی کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) تو کہہ میں اس وحی قرآن کے سوائے اور کسی چیز کی پیروی نہیں کرتا۔ یہی لوگوں کے واسطے بصیرت تھی۔ مومنوں کے واسطے تو ہدایت اور رحمت ہے ہی۔ اگر کافر بھی مان لیں تو انپر بھی رحمت ہوگی +

معیار صادق

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اپنی جگہ بعض عجیب عجیب گُر قائم کرتے ہیں۔ اور ایسے گُر ہمیشہ قرآن مجید سے استنباط فرمایا کرتے ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید سے آپ کو طفلی سے محبت ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے [illegible] از روز سے کہ بودم شیر خوار۔

کیونکہ قرآن مجید آپ ابتدائی الدہ کی گود ہی میں پڑھا ہے ۲۹ دسمبر ۱۹۱۰ء کو میں بھی صحبت میں سعادت اندوز تھا۔ آپ نے فرمایا ایک شخص مولوی ریاض الدین احمد میرے پاس آئے۔ وہ بڑے ہوشیار اور مدبر ہیں۔ انہوں نے مجھ سے سوال کیا۔ کہ مرزا صاحب کسقدر چندرسین۔ سرسید احمد پنڈت دیانند یہ بڑے آدمی اس وقت ہیں۔ اور سب نے اپنے ساتھ ایک جماعت بنائی ہے۔ پھر کیونکر سمجھا جائے۔ کہ مرزا صاحب راستباز تھے اور خدا کیطرف سے تھے۔ اور باقی نہ تھے میں نے اس کو کہا کہ میں ایک گُر بتاتا ہوں جو بہت صاف ہے قرآن میں لکھا ہے۔ اکابر مجرمیہا یعنے جو لوگ بڑے ہوتے ہیں وہ ماموروں سے قطع تعلق کر لیتے ہیں۔ اور الگ رہتے ہیں۔ اب تم بتاؤ کہ ان میں سے ہر ایک کیساتھ کس قسم کے لوگ شامل ہیں امرا کس کے ساتھ ہیں اور کس سے الگ رہتے ہیں۔ [illegible] اسکے سنکر حیرت ہوئی اور خاموش ہوگیا ۔ کہنے کو یہ ایک فقرہ ہے۔ مگر اس کے اندر ایک لطیف اصول صادقوں کی شناخت کیلئے بتا دیا گیا ہے کہ جب کوئی مامور دنیا میں آتا ہے تو اولاً اس کو قبول کرنیوالے غربا اور ضعفا ہوتے ہیں۔ اور جو رئیس اور امرا ہوتے ہیں۔ وہ ان سے الگ [illegible] اس میں بھی ایک لطیف سِرّ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی قدرت نمائی کا کرشمہ نظر آتا ہے اس حالت بیکسی اور بے سروسامانی میں وہ شیدائے خدا اپنی کامیابی اور مخالفین حق کی نامرادی کی عجیب پرشوکت پیشگوئیاں کرتا ہے اور تمام طاقتیں اسکی ہستی کو مٹانے کیلئے جدوجہد کرتی ہیں اس وقت کوئی شخص بھی یہ یقین نہیں کرسکتا کہ یہ کامیاب ہوسکتا ہے۔ لیکن آخر اللہ تعالےٰ کی تائیدات اور نصرتیں اسکے شامل حال ہوتی ہیں۔ اور وہ بیکس بے زر۔ بے زور انسان جسکے ساتھی بالکل غریب اور کس مپرس ہوتے ہیں کامیاب ہو جاتا ہے۔ تب صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ کسی انسانی ہستی کا کام نہیں بلکہ صاف تائید ایزدی ہے۔ علاوہ بریں اگر اولاً بڑے بڑے رئیس شامل ہو جائیں۔ تو اس راستباز کی شاندار کامیابی کا زمانہ آوے۔ تو اسکی صداقت مشتبہ ہو سکتی ہے۔ لوگ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان مدبروں اور مالداروں کی کوشش اور تائید سے وہ کامیاب ہوا ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے یہ سنت رکھی ہے کہ جب کوئی مامور دنیا میں آتا ہے تو اولاً اسکے ساتھ نہایت غریب اور ضعیف لوگ شامل ہوتے ہیں۔ تاکہ قدرت ربانی صاف صاف نظر آوے۔ اس طرح پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابتداً غربا ہی نے قبول کیا۔

صحابہؓ کی ایک خصوصیت

حضرت خلیفۃ المسیح کو اللہ تعالیٰ نے ایک غور کن دل و دماغ عطا فرمایا ہے۔ اور آپ ہر معاملہ کے باریک در باریک حصص پر غور کرنے کے عادی ہیں۔ اور اسی لئے بعض وقت جب حضرت کسی شخص کی تحریر سے کوئی نتیجہ نکال کر پیش کرتے ہیں۔ اور وہ کہا کرتا ہے کہ حضور میرا مطلب یہ نہیں تو تحدیث بالنعمت کے طور پر فرمایا کرتے ہیں۔ کہ میں خدا تعالےٰ کی کلام کو تو اس کے فضل سے سمجھ لیتا ہوں۔ تو کیا انسانی کلام نہیں سمجھ سکتا؟ اس سے مجھے صرف یہی دکھانا ہے۔ کہ حضرت کائنات کے تمام واقعات کو نہایت غور سے دیکھنے کے عادی ہیں ۶ جنوری ۱۹۱۱ء کو بعد نماز جمعہ مجھے حضرت کی خدمت میں حاضر ہونیکا موقعہ ملا۔ آپ نے فرمایا۔

میں نے صحابہؓ کی تاریخ کو بڑے غور سے پڑھا ہے اور بہت بڑی بہت سی خصوصیتیں ان کی مجھے نظر آتی ہیں۔ مگر ایک خصوصیت

بیان کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے:۔ کہ

صحابہؓ میں کوئی بہرہ نہ تھا

یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا ایک نشان تھا وہ لوگ دین کے مبلغ ہونے والے تھے۔ اور ان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سن کر انہوں نے محفوظ رکھنا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی کو بہرہ نہیں رکھا۔"

فرمایا مجھے صحابہ رضؓ کی بعض عجیب عجیب باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ عظیم الشان صحابہ رضؓ میں میں دیکھتا ہوں۔ کہ کسی نے کبھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دنیا کی کسی چیز کے لئے دعا کی درخواست نہیں کی۔ خدا کا احسان ہے کہ **میں نے بھی حضرت صاحب سے کبھی کوئی ایسی درخواست** نہیں کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی یہ خصوصیت ناظرین الحکم کے ایمان کو خاص طور پر بڑھانیوالی ہوگی۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کس مقام عالی پر کھڑے ہیں۔"

انعامات الٰہیہ کا مطالعہ

قادیان میں ایک عورت ان دنوں دماغی بیماری سے بیمار ہے یہ عورت ایک فہیم اور قابل استانی ہے۔ فارسی زبان بڑی بے تکلفی سے بولتی ہے۔ قرآن مجید کا بھی فہم رکھتی ہے۔ خدا کی شان ہے کہ وہ عارضہ دماغ سے بیمار ہے۔ اس کی حالت کے ذکر پر فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کے انعامات ہوتے ہیں مومن کو چاہیئے کہ ان انعامات کا مطالعہ کرتا رہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے۔ اور اس محبت کیوجہ سے وہ خدا کیطرف جھکتا ہے۔ اور توجہ الی اللہ میں ترقی کرتا ہے۔ اور پھر شکر کی توفیق ملتی ہے۔ اگر ایسا نہ کرے تو بعض وقت پر عذاب الٰہی کسی رنگ میں نازل ہو جاتا ہے۔ یہ عورت کیسی قابل استانی ہے۔ مگر دماغ کی کنجی تو خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ادہر سے ادہر پھیر دی۔ وہی دماغ اب دوسرے رنگ پر کام کرنے لگا ہے۔ جہاں پہلے حیا اور سوچ اور فکر تھا۔ اب آزادی اور بیجا آزادی ہے۔ میں جانتا ہوں اسی طرح ایمان اور کفر کی بھی کنجی ہوتی ہے۔ خدا ہی کے فضل سے انسان مومن باللہ ہو جاتا ہے۔ وہی ہدایتوں کی راہوں کو کھولتا ہے۔ بہشت اور دوزخ کی کنجی بھی ہے اسی کا فضل ہو تو انسان بہشت کو حاصل کرے اور دوزخ سے بچے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا مطالعہ تو عجیب چیز ہے۔ اور جبتک اسکی کوئی نعمت چھن جاتی ہے۔ اسکا مطالعہ بھی عجیب تاثیر رکھتا ہے۔ اگر خوف اور عبرت سے انسان دیکھے تو خدا کیطرف اس سے توجہ بڑھ جاتی ہے اور یہ خوف مبارک خوف ہوتا ہے اس لئے کہا ہے ایمان امید وبیم کے درمیان ہے۔"

ایک پیشگوئی اَور پوری ہوئی

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمین
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں اس کثرت سے پوری ہو چکی ہیں۔ کہ سوچنے والے دل و دماغ کیلئے کافی حجت ہیں۔ با ایں ہمہ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ جب کوئی نشان پورا ہوتا ہے۔ اور انہیں آگاہ کیا جاتا ہے۔ تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ یہ ان کی بدقسمتی ہے۔

دراصل نشانات ہی ایک ایسا ذریعہ ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر زندہ اور گناہ سوز ایمان پیدا ہوتا ہے۔ ابھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کیا گیا تھا جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے گھوڑے سے گرنے کے واقعہ میں لفظاً لفظاً بدوں کسی تاویل و تعبیر کے پوری ہوئی۔ اس پیشگوئی سے آگاہ ہونیکے باوجود مرتد ڈاکٹر نے اپنی جھوٹی پیشگوئی کو اس کے ذریعہ پورا ہونے کا اعلان کیا ع

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

وہ اپنی شومی قسمت اور کوری عقل کیوجہ سے بجائے توبہ کرنے کے سلسلہ کو گالیاں دیتا اور ایڈیٹر الحکم کو دھمکاتا ہے۔ تاوان مباہلہ لئے پھرتا ہے اور جب مولوی محمد یمین صاحب نے اسکی دعوت مباہلہ قبول کیا۔ تو حجرے سے باہر نہیں نکلا۔ اللہ اب خوشخبان کرتا ہے جس پیشگوئی کا میں آج تذکرہ کرتا ہوں وہ ایک ایسا روشن نشان ہے کہ دہریہ اور میٹریلسٹ بھی اگر فکر کرے تو انکار نہیں کر سکتا۔ یہ پیشگوئی

الحاق کوریا کے متعلق ہے

۳۱۔ اگست ۱۹۰۵ء کے الحکم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام جو اس سے بھی پہلے کا ہے۔ چھاپا گیا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔

ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت

یہ الہام حضرت مسیح موعود کو ان ایام میں ہوا تھا جبکہ جنگ روس و جاپان ہو رہی تھی۔ اس وقت کوریا سے نہ کسی قسم کی جاپان کو یہ خواہش تھی۔ نہ ایسے آثار تھے کہ کسی دن کوریا کی نازک حالت ہو جائے گی جو یہ پیشگوئی کسی پولیٹشن کی رائے کا نتیجہ کہی جا سکتی۔ اس پیشگوئی پر چھ سال کے قریب عرصہ گذر گیا۔ اور بہتوں کی یاد سے بھی جاتی رہی۔ غیروں کا تو کیا ذکر خود ہماری جماعت میں بھی کسی کو اس طرف توجہ نہیں رہی تھی۔ مگر خدا کی شان ہے کہ گذشتہ ستمبر میں یہ پیشگوئی پوری شوکت کے ساتھ پوری ہوئی۔ اور

کوریا کو جاپان نے ملا لیا

اس الحاق کی تفصیل کی اس جگہ ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس پر چھ مہینے سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ تاہم یہ نشان اس وقت بھی تازہ ہی ہے۔ کوریا کے جاپان کے ساتھ ملحق کئے جانے پر بہت کچھ شور و شر بھی ہوا۔ اور بعض محب وطن اہل کوریا نے جدوجہد کی نگرا حاصل۔ ہیگ کی کانفرنس صلح میں انہوں نے اپنا ایک وفد بھیجا جو ناکام رہا۔ اور اسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کوریا میں انارکیوں کی ایک مختصر سی جماعت پیدا ہو گئی۔ اور انہوں نے بعض مدبروں کی جان بھی لی۔ لیکن اس سے کوئی فایدہ نہیں ہوا۔ کوریا کی نیشنل ایسوسی ایشن واقعہ سان فرانسسکو نے بھی اس الحاق کے خلاف ایک ریزولیوشن پاس کیا اور بتایا ہے۔ کہ وہ اپنی جد وجہد کو ترک نہ کریں گے۔ غرض آخر ہوا وہی۔ جس کی خبر خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندہ نے اس واقعہ سے چھ سال پیشتر خدائی الہام کی بنا پر دی تھی۔ اس سے بڑھ کر کوریا کی نازک حالت اور کیا ہوگی کہ اس کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور وہ حکومت کی مسند سے اتر کر غلامی کی صف میں کھڑا کر دیا گیا یہ خدا تعالیٰ کے عجائبات قدرت ہیں جو وقتاً فوقتاً ظاہر فرماتا ہے۔

اب اے دانشمندو! سوچو اور غور کر کے بتاؤ۔ کہ کیا یہ محض عقلی اور وجدانی رائے زنی ہے۔

یا قادر مطلق غیب دان خدا کا کلام؟

اگرچہ اس سے پہلے بھی بہت سے نشانات دکھلائے جا چکے ہیں۔ مگر یہ تازہ نشانات اور بھی اتمام حجت کرتے ہیں۔ انکار کے لئے کوئی گنجایش باقی نہیں۔ ہاں ہٹ دھرمی اور ضد کا کوئی علاج نہیں۔ یہ پیشگوئی ایسے وقت کی گئی تھی۔ جبکہ جاپان اور روس کی لڑائی ہو رہی تھی۔ اور جاپان کو کوریا کے مفاد کو مدنظر رکھنا ضروری تھا۔ اس وقت وہم بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ ایسا ہوگا۔ مگر خدا کے کام ہمیشہ عجیب ہوتے ہیں۔ مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھائیں۔" اس قسم کی پیشگوئیاں حضرت مسیح موعود کی صداقت کے زبردست دلایل ہیں۔ اور یہ حضرت کی زندگی ہی کے ساتھ وابستہ نہ تھیں بلکہ آپ کے بعد بھی بعض انمیں سے پوری ہو رہی ہیں جیسا کہ آپ نے الوصیت میں بھی ظاہر کیا تھا۔ یہ پیشگوئیاں اس لئے بھی قابل وقعت ہیں کہ وہ اپنے پورا ہونے سے بہت عرصہ پہلے شایع ہو چکی ہیں بہرحال اس نشان کے ذریعہ پھر دشمنوں پر حجت پوری ہوئی اور دوستوں کے لئے وہ ازدیاد ایمان کا باعث ہے۔"

اطلاع و درخواست دعا

منشی رحمت اللہ گکرزئی طالب العلم انٹرینس کلاس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان متوطن کہوکر ضلع سیالکوٹ اپنے احباب اور عزیزوں کو الحکم کے ذریعہ آگاہ کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ۳ فروری ۱۹۱۱ء کو حضرت خلیفۃ المسیح و المہدی کے ہاتھ پر بیعت توبہ کر لی ہے۔ اور وہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ احمدی احباب سے [illegible] مقامت کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ اور غیر احمدی دوستوں اور عزیزوں کو سلسلہ حقہ میں داخل ہونے کی دعوت

مناجات ناصر

فضل کر اس بندۂ عاجز پہ اے میرے خدا
میں بلاؤں میں گھرا ہوں ہیں مصائب میں پھنسا
کر دیا بیماریوں نے میری صحت کو خراب
میں ہوں عاصی میں ہوں خاطی تو ہے غفار الذنوب
میں ہوں ادنےٰ تو ہے اعلےٰ تو غنی میں ہوں فقیر
میں ہوں دست و پا شکستہ تو ہے میرا دستگیر
سخت میں ناپاک ہوں اے پاک کر مجھ پر کرم
مہربانی مجھ پہ کر الطاف فرما مجھ پہ تو
اس شب تاریک غم کو دور کر سر سے میرے
اے میرے داتا میرے ناصر مجھے منصور کر
رکھ مجھے ثابت سدا اسلام پر اے ذوالمنن
صبر کی جا صبر دے اور شکر کے موقع پر شکر
دے محبت اپنی اور دنیا سے نفرت دے مجھے
بخش نسل پاک مجھکو کر امام المتقین
یاد ہو لب پر تیری اور دل میں ہو تیرا خیال
باادب کر باحیا کر اپنے بندوں میں ملا
ہو تیری تعظیم بس ہر کام میں پیش نظر
ہر ضعیف و ناتواں کا میں ہوں پشت و پناہ
احمدی بھائی میرا کوئی نہ ہو مجھ سے ملول
میں ہوں خدمتگار ان کا ہوں سبھوں کا یار
راحت و آرام دوں اپنے ہر اک بھائی کو میں
لب پہ شیرینی ہو اور دل میں ہو میرے بس مٹھاس
میں اگر مانگوں تو مانگوں دین کی نصرت کیلئے
میں نہ تجھ پر بدگماں ہوں اور نہ تجھ سے ناامید
تو نے ہے مجھ کو بنایا رزق دیتا ہے تو ہی
میں ہوں مصروف گنہ اور تو ہے میرا پردہ پوش
نعمتیں کیا کیا ہوں تیری پہ نہیں کرتا میں شکر
سکہ مجھ کو دیتا ہے تو میں سرکشی کرتا ہوں پھر
اپنے ہاتھوں سے میں جب پڑتا ہوں دکھ میں اے کریم
نعمتوں کی تیری گنتی مجھ سے ہو سکتی نہیں
یہ زمین و آسمان میرے لئے پیدا کئے
روح دی انمول مجھ کو جسم بخشا بے بہا
دیکھنے کو آنکھ بخشی اور دیئے سننے کو کان
سونگھنے کو ناک دی پھر مجھ کو بخشے تو نے پھول
عقل بخشی فہم بخشا اے میرے رب رحیم
اپنے فضل عام سے بخشے مجھے ہوش و حواس
رات سونے کو بنائی دن کمانے کے لئے
پھول پھل تو نے دیئے رُت تو نے بنائی بوٹیاں
کیسی کیسی بامزا خوراک دی تو نے مجھے
سیم و زر تو نے دیا موتی دیئے ہیرے دیئے
یہ زمیں بخشی کہ تا پیدا ہو اس میں سے اناج
دیدیئے تو نے مجھے دنیا کے یہ لاکھوں درخت

تو سزاوار کرم ہے میں ہوں بیشک ناسزا
دور کر دے ہر مصیبت ہر بلا سے تو بچا
میں مریض ناتواں ہوں ہاتھ میں تیرے شفا
میں گرفتار بلا ہوں تو مرا مشکل کشا
تو شہنشاہ دو عالم میں ترا ادنےٰ گدا
میں ہوں گمراہی میں اے مولا مرے تو رہنما
میں بُرا ہوں فضل سے اپنے مرا کر دے بھلا
تو خفا مجھ سے نہ ہو گو خلق ہے مجھ پر خفا
اے مرے رب مجھ پہ خوشوقتی کا جلدی دن چڑھا
کر میری حاجت روائی اے میرے حاجت روا
باب رحمت مجھ پہ وا کر دار قربت میں بسا
دور کر عصیاں سے مجھکو اپنی جانب تو جھکا
دور کر حرص و ہوا اپنا مجھے شیدا بنا
دے گناہوں سے تنفر دے عبادت میں مزا
ہو عیاں پاکیزگی اور دل میں ہووے اتقا
رحم کی چادر اڑھا اور فضل کا جامہ پہنا
شفقت و رحمت کا برتاؤ ہو خلقت سے سدا
ہر مریض خستہ جاں کی کیا کروں دل سے دعا
کوئی بھی صالح کبھی مجھ سے نہ ہو ہرگز خفا
ہو نہ تیرے دوستوں سے میرے دل میں کچھ دغا
بخش یوں کہ میں کروں خدمت وہ دیں مجھکو دعا
بغض سینے میں نہ ہو کینہ نہ ہو دل میں ذرا
اے خدا مجھ کو بنا تو نہ [illegible] گدا
جز تیرے کوئی نہیں بے آسروں کا آسرا
شکر کر سکتا نہیں تیرا کسی صورت ادا
حیف ہے صد حیف ہے آتی نہیں مجھ کو حیا
پھر بھی دروازہ نہیں تو بند کرتا رزق کا
کسقدر ہے بُردباری تجھ میں اور کیسی حیا
اپنے فضل عام سے دیتا ہے تو مجھکو شفا
کیونکہ تیرے ہیں عنایات و کرم بے انتہاء
واسطے میرے بنائے تو نے یہ آب و ہوا
کام کرنے کے لئے مجھ کو دیئے یہ دست و پا
بولنے کو دی زباں کی اس کو گویائی عطا
منہ دیا کھانیکو اور بخشا زباں کو ذائقہ
دور ہو وے تا کہ اس عاجز سے ہر وہم و خطا
بے طلب بے مانگ کی تو نے ہر اک مجھ پر عطا
چاند و سورج تو نے بخشے تا کہ پاؤں میں ضیا
تیری بخشش سے ہے سب کچھ ہم غذا و ہم دوا
شہد کھانیکو دیا اور دودھ پینے کو دیا
نعمتوں کا تو نے دروازہ کیا ہے مجھ پہ وا
ہر طرف جاری ہے جسمیں ایک چشمہ فیض کا
اسلئے تا حاصل کروں میں میوہ ہائے بامزا

یہ سمندر مجھ کو بخشے تا چلیں ان میں جہاز
ریل بخشی تو نے اور تو ہی نے موٹر کار دی
تو نے بخشے فضل سے یہ مال و دولت کے پہاڑ
یہ ہزاروں جانور میرے لئے پیدا کیے
بعض ہیں میری غذا اور بعض پر چڑھتا ہوں میں
دودھ دیتا ہے کوئی اور ہل چلاتا ہے کوئی
روح کے بھی واسطے طیار ہے اسباب عیش
یاد تیری روح کی بے شک غذائے پاک ہے
تیرے مرسل آئے سمجھانے کو میرے ابتدا
آئے دنیا میں ڈرانے کو میرے بیشک نذیر
جب تیرے الطاف مجھ پر بڑھ گئے [illegible]
اس کے صدقہ میں ہوا انتہا بہت مجھ پہ کرم
ہو محمد پر میری جانب سے بس لاکھوں درود
کر کے پیدا تو نہ بھولا مجھکو اے پروردگار
بھوک میں کھانا دیا اور پیاس میں پانی مجھے
گرمی سردی کے سب اسباب بخشے اے کریم
جب بڑی گرمی کیا بارش سے تو نے مجھکو سرد
مجھ کو بخشی تو نے بیوی خاندانی اور شریف
آل اور اولاد بخشی یار اور ہمدم دیئے
مجھ کو مہدی سے ملایا ہے یہ اک فضل عظیم
وقت میں میرے کیا نازل مسیح احمدی
ہاتھ پر اس کے دکھائے تو نے وہ عالی نشان
پاس تھا وہ خزانے لے گئے چالاک و چست
وہ زمانہ خیر کا افسوس جلدی ہو چکا
اس کے سچے دوست جو ہیں وہ ہیں پیر یار غار
وہ خلیفہ مجھ کو بخشا جس کی سیرت نیک ہے
حامیٔ سنت ہے جو اور حافظ قرآن ہے
عابد و زاہد ہے ہم میں ہے مگر ہمسا نہیں
ناصر بیکس کی ہے یارب یہی تجھ سے دعا
رحم کرتا ہے وہ سب پر تو بھی اس پر رحم کر
وہ کرم کرتا ہے خلقت پر تو کر اس پر کرم
دشمنان دین کو ہے پر نہ کرنا خندہ زن
کر ہمیں تو بامراد اور ان کو کر دے نامراد
عرض بندہ کر چکا مولا کرے اس کو قبول

اور ہر اک حاجت ہو میری انکے باعث سے روا
فائدہ تو ہی نے بخشا مجھ کو ڈاک اور تار کا
جنمیں میرے واسطے ہر اک خزانہ ہے دیا
جن کی گنتی سے بھی ہوں ابتک تو میں ناآشنا
بعض دیگر خدمتیں کرتے ہیں بس صبح و مسا
کون ہے جانور جس سے نہیں کچھ فائدہ
واسطے اسکے مہیا کی ہے روحانی غذا
پر مشقت جو عبادت ہو وہ ہے اسکی دوا
اور کلام پاک میرے واسطے نازل کیا
اور بشارت دینے کو آئے ہزاروں انبیا
تو نے بھیجا واسطے میرے محمد مصطفےٰ
رحمتوں کے پھر تو دروازے کھلے بے انتہا
ہو سلام ان پر میری جانب سے یارب دائما
وقت پر میری ہمیشہ تو مدد کرتا رہا
دکھ میں جب پڑا ہوں میں نے جب تو نے عطا کر دی دوا
میں پڑا جنگل میں تیرا احسان بھی بڑھتا گیا
جب ہوئی گردش چلادی تو نے بس ٹھنڈی ہوا
نیک خو اور نیکدل خدمت گزار و باوفا
فضل سے بخشا مجھے اپنے امام پارسا
کہہ نہیں سکتا میں اسکا شکر اے خالق ادا
اور کرم ہے [illegible]
اس زمانہ میں کسی کو ہم سی جن کا [illegible]
حقدار قسمت میں تھا مجھ کو بھی اتنا مل گیا
یاد کر کے وہ مزا ہوتا ہوں میں اب بے مزا
نیک بخت و بامروت نیک سیرت باحیا
جو اشاعت دین کی کرتا ہے ہم میں دائما
حاجی حرمین ہے امت کا جو ہے رہنما
ہم میں دنیا کی طرف [illegible] اس میں ہو نور و ضیا
آجکل بیمار ہے وہ اسکو دے جلدی شفا
وہ دعا کرتا ہے لوگوں کی تو کر اسکی دوا
کیونکہ ہے تو سب سے بڑھ کر باحیا و باوفا
مستعد ہیں حملہ کرنے کے لئے جو بے حیا
اپنے نور الدین کو دیدے اے میرے مولیٰ شفا
دوستو! آمین کہو ناصر کی تم سن کر دعا

زبان خاکسار محمد احسن عفی عنہ پر بعد سننے اس مناجات کے بے اختیار جاری ہوا "لسان الناصر مفتاح من ابین الرحمٰن"

اطلاع

سنہ ۱۹۱۱ء کی قیمت اور وصولی بقایا کے لئے خریداران الحکم کے نام وی پی کا سلسلہ جاری ہے۔ وی پی پرانے پرچے کئے جاتے ہیں۔ کوئی نیا پرچہ نہیں کیا جاتا۔ ناظرین الحکم اس کو بخوبی یاد رکھیں تبدیلی پتہ کیلئے جبکہ ایک ماہ سے زیادہ ہو اطلاع دینی چاہیئے (ایڈیٹر و مینیجر الحکم قادیان)

معاونین الحکم کا کالم

یہ ضروری معلوم ہوا ہے۔ کہ الحکم کے معاونین کی ہفتہ وار رپورٹ الحکم میں درج ہوتی رہے۔ اس سے یہ غرض نہیں کہ وہ لوگ جو الحکم کی اعانت میں کسی نہ کسی قسم کا حصہ لیتے ہیں۔ اس امر کے خواہشمند ہیں کہ ان کی تشہیر کیجاوے۔ نہیں بلکہ میں اس لئے انکا ذکر خیر کرتا ہوں۔ کہ بعض ایسے مخلص دوست ہیں جو صرف الحکم کے ساتھ دُعا سے مدد کر سکتے ہیں۔ اور کرتے ہیں۔ ایسا مخلص اس قسم کے سرپرستوں کیلئے بھی دعا کریں جو مالی مدد کیلئے اپنی جیب پر ہاتھ مارتے ہیں۔ اور علاوہ بریں اس سے ان لوگوں کو بھی تحریک ہونا ممکن ہے جو ابھی تک خاموشی سے الحکم کے مشکلات کے نظارہ کو دیکھ رہے ہیں۔ سرپرستان الحکم جو اس کے بقا۔ اور استحکام کے خواہشمند ہیں وہ دعاؤں کے ساتھ اس کی اعانت کریں۔ اور جلد جلد خریدار مہیا کریں۔ مفت اشاعت کے لئے اپنی جیب سے قیمت دیں۔ الحکم کی موجودہ حالت کے لحاظ سے اس وقت کم از کم ایک سو ایسے مربیوں کی ضرورت ہے۔ جو ہر ہفتہ اس کے لئے ایک خریدار مہیا کریں علاوہ ایسا ہی کم از کم سر دست دو سو ایسے **مستقل** امداد کرنے والوں کی حاجت ہے جو اپنے ذمہ اس کی ماہوار اعانت لازم کرلیں۔ ایسے مربیوں کی مستقل طور پر ضرورت نہو گی۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کسی کو ہمیشہ کے لئے توفیق دے تو یہ اس کے فضل کی بات ہے۔ دیکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کن روحوں کو اس خدمت کے لئے آمادہ کرتا ہے۔ کیونکہ قلوب کو متحرک کرنا اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ میں اس کے فضل پر پورا بھروسہ رکھتا ہوں۔ کہ وہ وقت قریب ہے۔ جب الحکم مشکلات کے بادلوں سے نکلکر سورج کیطرح چمکے گا۔ (وباللہ التوفیق)

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے بعض ایسی روحیں الحکم کے سرپرستوں میں رکھدی ہیں۔ جو اس کی اعانت اپنا فرض سمجھتی ہیں۔ اور میں بعض وقت عجیب تماشا ہائے قدرت دیکھا کرتا ہوں۔ ۳۱ جنوری کو ایک عزیز دوست نے الحکم کے لئے سخت جوش سے ناراضی کا خط لکھا اسی ڈاک میں سید نذیر حسین صاحب نے گٹھالیاں سے بیس روپیہ الحکم کی امداد کے لئے بھیجے۔ جو وہاں کی جماعت نے سید صاحب کی تحریک پر جمع کئے ہیں۔ اور آئندہ بھی وقتاً فوقتاً امداد کا حوصلہ دلایا۔ اور ساتھ ہی دو خریدار بھیجے۔ میں ایسے مخلص سرپرستوں کے ملنے پر اللہ تعالیٰ ہی کا شکر گزار ہوں اور دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ لوگ جو اشاعت دین کے لئے ایسا جوش اور حوصلہ دل رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث

ہوں۔ الحکم کو ایسے دوستوں کی ضرورت ہے۔ اور خوشی کی بات ہے کہ ایسے ول اس کے خریداروں میں ہیں۔ سید نذیر حسین صاحب نے اس تحریک کی عملی ابتدا کی ہے۔ اور سابق بالخیرات ہو کر دکھایا ہے۔ کہ الحکم کے ساتھ انہیں کسقدر پیار ہے۔ میں ایسے ہی سرپرستوں کے وجود پر سجدات شکر بجالاتا ہوں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ وہ الحکم کیلئے ایک قدردان دل اپنے پہلو میں رکھتے ہیں۔ گٹھالیاں کی جماعت کی اس امداد کو زیادہ موثر اور مفید بنانے کے لئے میں اعلان کرتا ہوں بیس اخبار

صرف دو روپیہ قیمت پر جاری کئے

جاویں گے۔ جو صاحب چاہیں دو روپیہ کا منی آرڈر بھیجکر اپنے نام جاری کرالیں۔ میں سید نذیر حسین صاحب کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ اگر وہ یہ بیس خریدار بھی آپ ہی مہیا کریں تو یہ ایک **بےنظیر** ہوگی۔ سرپرستان الحکم کی خاص اعانت کی + بہر حال اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور دوسری انجمنوں کو بھی ایسے نیک کام کی توفیق دے (آمین)

(۲) میر صادق حسین صاحب صادق الحکم کے خاص برگزیدہ احباب میں سے ہیں۔ چونکہ وہ خود ایک قابل فخر ہیں اور امادہ پنج۔ اظہار الحق۔ اور صبح صادق وغیرہ اخبارات اور رسایل کو نہایت قابلیت سے ایڈیٹ کرتے رہے ہیں۔ اس فن میں انہیں خاص مذاق اور ملکہ ہے۔ انہوں نے سالِ رواں میں الحکم کو علاوہ قیمت کے بلیغ روپیہ مدد دینے کا وعدہ کیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(۳) منشی ہاشم علی صاحب جو سلسلہ عالیہ کیلئے کامل قربانی کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور الحکم کے پڑھنے والے اُن کے کارناموں سے آگاہ ہیں۔ وہ اعانت الحکم کے لئے **دس روپیہ** کی کتابیں خریدنے کا آرڈر بھیجتے ہیں۔

(۴) چودہری محمد حسین صاحب گرداور قانونگو دنیں روپیہ کی کتابوں کی خرید کرنیکا وعدہ کرتے ہیں۔ اور ایک خریدار بھیجتے ہیں۔

(۵) منشی عبد الحق صاحب بدوملہی کے رہنے والے ایک مخلص احمدی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی سے خصوصاً انہیں عشق ہے۔ وہ قادیان انہیں دنوں آئے۔ اور انہوں نے بدوں کسی تحریک کے الحکم کی اعانت کے لئے **چار روپیہ** بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ یہ بزرگ الحکم کے خریدار بھی نہیں۔ اس رقم سے دو ایسے شخصوں کے نام الحکم جاری کیا جاویگا جو صرف نصف قیمت بھیجدیں۔

(۶) منشی عمر الدین صاحب حیدر آباد سندھ میں خطوط نویسی کر کے گذارہ کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اخلاص کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے اور شرح صدر سے سلسلہ کی تمام تحریکوں میں حصہ لیتے ہیں۔ اور اپنی لیاقت سے بڑھکر حصہ لیتے ہیں۔ **دو خریدار** الحکم کے لئے دینے کے علاوہ

اب الحکم کی قیمت کو معمولی قیمت سے پانچ روپیہ پر کر دیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ ایسے تمام مخلص احباب کو جزائے خیر دے۔ اور دوسروں کے قلوب میں بھی اس تحریک کو پیدا کرے (آمین)

(یعقوب علی ایڈیٹر الحکم)

مختصر نوٹ

گورنمنٹ بنگال اور ایک اخبار کی سرپرستی

گورنمنٹ بنگال نے رائے بہادر ... حسین کے جدید اخبار کی سرپرستی فرمائی ہے۔ اور اس کی ۲۵ ہزار کاپیاں سالانہ خریدنے کا وعدہ کیا ہے۔ جس پر ساڑھے باسٹھ ہزار روپیہ گورنمنٹ سالانہ دیگی۔ بعض حلقوں میں گورنمنٹ کی ایسی سرپرستی پر تعجب کیا جاتا ہے۔ میری رائے شروع سے یہی ہے۔ کہ گورنمنٹ کو ایسے اخبارات کی ضرور سرپرستی کرنی چاہیئے۔ جو ملک میں وفاداری اور اطاعت سلطنت کا جذبہ پیدا کرتے ہیں۔ اس سے ان اخبارات کے رویہ میں خود ایک نمایاں تبدیلی ہو جائے گی۔ جو اگریمنٹ کہلاتے ہیں۔ دوسرے صوبوں کی لوکل گورنمنٹوں کو اس کی تقلید کرنی چاہیئے۔

مُسلم یونیورسٹی

مسلم یونیورسٹی کے متعلق خدا کا شکر ہے۔ کہ مسلمانوں میں بیداری اور مستعدی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اور ملک کے ہر حصہ میں اس کے لئے تحریک ہو رہی ہے۔ اس کے مرکز مقام علیگڑھ میں جس جوش سے کام کیا جا رہا ہے۔ وہ نہایت خوش آیند اور امید دلانے والا ہے۔ بہر حال ساری امیدیں اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو قوم کے قلوب میں ایک جنبش پیدا کر دی ہے۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ وہ وقت آگیا ہے جبکہ یہ کام ہو جاوے۔ مسلم یونیورسٹی کے قیام سے مسلمانوں کی انشاء اللہ تعلیم کا مسئلہ حل ہو جائیگا اور پھر جس مفید اور آسان طریق پر وہ اعلےٰ تعلیم چاہیں گے۔ دیکھیں گے۔ خدا وہ دن جلد لائے۔ اس کے ساتھ ہی ہندوستان میں ایک دینی **دار العلوم** کی بھی ضرورت ہے اور یہ کہنا بعید از قیاس نہیں کہ خدا کے فضل و توفیق سے یہ فخر قادیان کے مدرسہ احمدیہ کو حاصل ہوگا۔ مسلم یونیورسٹی کے لئے ہر شخص کو جو مسلمان کہلاتا ہے۔ دل کھول کر چندہ دینا چاہیئے۔ کیونکہ ایک تحریک میں جو مبارک اور مفید ہو۔ شامل ہو جانا خدا کے فضلوں کا وارث بنا دیتا ہے۔ اور یہ صدقہ جاریہ ہے۔ **مسلمان اُمرا** اور عوام جہاں محض نمائشی ضرورتوں میں ہزاروں اور لاکھوں روپیہ خرچ کر دیتے ہیں۔ اگر وہ اس مفید کام میں سینکڑوں بھی

دیں۔ تو کروڑوں روپیہ جمع ہو سکتے ہے۔ لاکھوں کا تو ذکر کیا؟ کم و بیش ہر فرد کو اس میں شریک ہونا چاہیئے"

غریبوں کیلئے مکانات

حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ

کے دل میں اللہ تعالےٰ نے غرباء و ضعفاء کی ہمدردی کے لئے ایک خاص جوش اور محبت ڈالدی ہے۔ موسم سرما کے لئے لحافوں کا انتظام وہ ہمیشہ کیا کرتے ہیں۔ احباب نے اس مرتبہ بھی انہیں موقعہ دیا۔ کہ وہ اس خدمت کو سرانجام دیں۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے ان کمزور اور ضعیف بھائیوں کے لئے جو قادیان میں مہاجر ہو کر آئے ہیں۔ اور کسی قسم کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اور انہیں مکانات کے نہ ملنے کی وجہ سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ مکانات طیار کرنیکا عزم کیا ہے۔ اس مطلب کے لئے بعض دوستوں نے انہیں کچھ چندہ دیا بھی ہے۔ مگر یہ کام بہت سے روپیہ کو چاہتا ہے جو نیک دل احباب کی توجہ پر بہت کچھ منحصر ہے۔ اس میں شک نہیں احباب پہلے ہی سے بہت سے چندوں کے نیچے ہیں۔ اور بظاہر وہ کسی جدید چندہ کے لئے مشکلات محسوس کریں۔ مگر سچ یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالےٰ کے لئے قدم اٹھاتا ہے۔ تو اُسے تائید اور نصرت مل ہی جاتی ہے۔ پس جو جو کچھ کسی سے ہو سکتا ہے۔ وہ حضرت ناصر نواب صاحب قبلہ سالار قافلہ غربا کی خدمت میں قادیان بھیجدیں۔ میر صاحب کی شخصیت اس امر کی کافی ضمانت ہے کہ وہ احباب کے فرستادہ رقوم کے لئے بہترین آمین ہیں"

الہ آباد کی مذہبی کانفرنس

الہ آباد کی مذہبی کانفرنس میں جو امسال ۹-۱۰-۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء کو منعقد ہوئی اسلام کیطرف

سے دو مضمون پڑھے گئے۔ جنمیں سے ایک خواجہ کمال الدین صاحب نے لکھا تھا۔ اور دوسرا جناب مولوی محمد علی صاحب نے۔ یہ دونوں مضمون نہایت کامیابی سے پڑھے گئے جلسہ کے مفصل حالات میرے مکرم بھائی ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے بدر میں لکھ بھیجے ہیں۔ انکا اعادہ کی ضرورت یہاں معلوم نہیں ہوتی۔ میں یہاں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ خدا کے فضل کا ایک خاص نشان ہے کہ ہندوستان کے تمام مسلمانوں میں سے کسی کو یہ توفیق نہیں ملی کہ اس مذہبی مقابلہ میں وہ اسلام کے وکیل کی حیثیت سے کھڑے ہو کر اسکے درخشاں چہرہ کو دکھلاتے۔ یہ فخر اور فضل صرف احمدی سلسلہ کو حاصل ہوا کہ اس نے اس جلسہ میں اسلام کی عظمت و جلال کے اظہار کیلئے اپنے قائم مقاموں کو بھیجا۔ اور جنہوں نے خدا کے فضل سے ہی اپنے فرض کو پوری قوت اور شوکت کے ساتھ ادا کیا۔ خواجہ صاحب کا مضمون تو چھپ کر شایع ہو چکا ہے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب کا مضمون عنقریب میگزین میں شایع ہو جائیگا۔ انشاء اللہ العزیز۔ مسلمانوں پر یہ افسوس تو تھا ہی کہ انہوں نے اسلام کو ریپریزنٹ کرنیکیلئے قدم نہ اٹھایا۔ مگر اس سے بڑھ کر افسوس مسلمان اخبارات پر ہے کہ انہوں نے ان مضامین کے پڑھے جانیکے حالات کو بھی اپنے اخبارات میں شایع نہیں کیا۔ اس سے بجز تنگ دلی کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و نصلی علیٰ رسولہ الکریم:-

اپیل

بخدمت جمیع اہل اسلام ہند متعلق

اس مقصد اعظم کے

جسکے حصول پر

یقیناً قوم کی قسمت کا دارومدار ہے

یعنے

تکمیل مجوزہ محمڈن یونیورسٹی

برادران ملت

ہر ایک کام کی تکمیل کیلئے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا قدرت کیطرف سے ایک ساعت خاص مقرر ہوتی ہے۔ وکل امر مرھون باوقاتہا اور باقبال اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو ساعت مقررہ کو پہچانکر اور اس کے اقتضا کے مطابق اپنے حوصلوں ارادوں۔ اور کوششوں کا پیمانہ قرار دیکر حرف انسانی کا فرض کامیابی کے ساتھ ادا کر سکیں۔ ایسے ہی مواقع پر اشخاص خاص اور قوموں کا زندگی کی کشمکش کے میدان میں امتحان ہوتا ہے اور اس کے نتایج پر انسانوں اور قوموں کی قسمت کا فیصلہ منحصر ہوتا ہے

میری قدرت سے باہر ہے سپاس ادا کرنا اس ذات اقدس کا جس نے مجکو موقعہ دیا کہ جس ساعت کے آنیکی سر سید علیہ الرحمتہ آخر دم تک آرزومند رہے اور جس کو قریب لانیمیں نواب محسن الملک مرحوم اور مسٹر بیک مرحوم دم واپسین تک ساعی رہے اس کے قریب پہونچنے کی خوش خبری قوم کو میں سناؤں کہ اس زندگی بخش اور خوش آیند ندا سے اسلام کے خفتہ جوش اور قوم کے پژمردہ دلوں میں تحریک اور تازگی پیدا کروں۔

جس مبارک ساعت کی طرف میرا اشارہ ہے وہ ہمارے شہنشاہ عالیجاہ کا ہندوستان تشریف لاکر اپنی تاجپوشی کی مبارک رسم کا ادا فرمانا ہے۔ اور جس مقصد اعظم کی تکمیل قادر مطلق نے اس موقع کے لئے قرار دی ہے۔ وہ قوم کے مرکزی کالج کو یونیورسٹی کے درجہ پر پہنچانا ہے۔ اور جس ممتاز رکن قوم کی زیر ہدایت قدرت اس کام کو انجام دینا چاہتی ہے۔ وہ ہز ہائینس سر آغا خان بہادر بالقابہ ہیں [illegible] مردان خدا کے جمہوری توجہ اور کوشش سے [illegible] ہونیوالے وہ رسول پاک کی اُمت کے زندہ کرنے والے [illegible] ان کو دنیا میں معزز اور باثروت بنانے والے اصحاب ہیں۔ ہز ہائینس سر آغا خان بالقابہ کی تحریک ہے کہ دربار تاجپوشی کے وقت [illegible] مسلمانان ہند بیس لاکھ روپیہ جمع کرکے شہنشاہ معظم سے استدعا کریں۔ کہ اپنی تخت نشینی کے مسعود اور مبارک تقریب کو ابد الآباد تک اور خاصکر مسلمانو

کے موجودہ اور آیندہ نسلوں کی ممنون اور معترف دلوں میں بھی یادگار قایم کرنیکے لئے مجوزہ محمڈن یونیورسٹی کے ابتدا فرما کر ہماری قومی زندگی اور اقبال کی بنیاد قایم فرمادیں جسکے واسطے مسلمان قرنوں سے آرزومند چلے آرہے ہیں۔ برادران ملت۔ یہ ساعت ہماری قوم کے لئے بہت بڑے امتحان اور آزمائش کا وقت ہے تمام مہذب اور بیدار دنیا کی نظر اب ہماری طرف ہے۔ جبکہ امریکہ میں ایک کارنیگی اڑہائی کروڑ اور انگلستان میں ایک بیوڈس دو کروڑ۔ اور اسی طرح سینکڑوں فیاض طبع یورپین امراء تعلیم خلق کی نفع کے لئے لاکھوں کروڑوں روپیہ دیتے رہتے ہیں۔ تو کیا اُمت محمدی کے سات کروڑ افراد اپنے دین اور قوم کی فلاح کیلئے ایسے بیش بہا اور نایاب موقعہ پر جبکہ موجودہ موقعہ قدرت سے ان کو حاصل ہوا ہے۔ بیس لاکھ روپیہ بھی جمع نہیں کرسکتے! جمہوری عزم اور مجموعی کوشش کی جو قابل یادگار مثالیں فرانس اور جاپان کے کارناموں میں ملتی ہیں وہ دلپذیر نقش کرنے کے لایق ہیں" جاپان کے باشندے تعداد میں چار کروڑ سے زاید نہیں ہیں۔ اور نہ مثل یورپ کے دولتمند تھے۔ لیکن جب انہوں نے تعلیم نسوان کا ارادہ کیا۔ تو چند روز میں چھہ کروڑ روپیہ جمع کر لیا یعنی فی کس ڈیڑھ روپیہ کے حساب سے جمع کر لیا۔

اس ملک میں سات کروڑ کے قریب مسلمان ہیں۔ اور جس مقصد کے لئے اس وقت اُن سے اپیل کیا جاتا ہے وہ مسئلہ تعلیم نسوان سے بہت زیادہ اہم اور وسیع اور قوم کے لئے برکات پیدا کرنیوالا ہے۔ با اینہمہ اگر صرف فی کس دو پیسے وصول کئے جاویں۔ تو بیس لاکھ کی رقم جمع ہو سکتی ہے۔ ۱۸۷۰ء میں جرمنی اور فرانس اور فرانس میں جنگ ہوئی۔ اور فرانس کو سخت شکست ہوئی۔ اور جرمنی نے فرانس سے تین ارب روپیہ تاوان کا مطالبہ کیا۔ کل یورپ سمجھتا تھا کہ یہ تاوان فرانس کو ہلاک کر دیگا۔ اور مدتوں تک ادا نہ ہو سکیگا۔ لیکن فرانس کے باشندوں کی قومی حمیت اور جمہوری عزم نے ان خطرات کو غلط ثابت کر دیا اور ملک کے ہر ایک باشندے نے یہانتک کہ عورتوں نے اپنے زیورات بیچکر اس قومی کام میں حصہ لیا۔ اور متفقہ کوشش سے کل تاوان ادا کر دیا۔ اور ملک پر سے اس بار عظیم کو ہٹادیا اور جرمنی فوج کو جو اس تاوان عظیم کے ادا ہونے تک فرانس کے ملک میں قایم رکھی گئی تھی۔ جب تک اپنے ملک سے باہر نہ کر لیا۔ ان کو چین نہ پڑا۔ خود ہمارے ملک میں ٹاٹا مرحوم نے اپنی جیب سے تیس لاکھ روپیہ رفاہ عام کیلئے عطا کیا۔ اور ہم سات کروڑ مسلمانوں سے صرف بیس لاکھ کے خواہشمند ہیں ہمارے صوبہ کے ایک ہندو زمیندار راجہ صاحب آواگڑہ نے راجپوت کالج آگرہ کے لئے دو سال ہوئے گیارہ لاکھ روپیہ دیئے۔ جبکہ ایسی مثالیں خود ہمارے ملک میں موجود ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ہم بھی انکا ثبوت نہ دیسکیں۔ اور جن مثالوں پر مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد رکھی گئی ہے اور جس ایثار سے قرون اولے کے مسلمانوں نے کام لیا ہے۔ ان کے بیان کے واسطے تو دفتر کے دفتر درکار ہیں۔ اور اگر ان کی طرف ہم توجہ کریں تو ہم کو کسی دوسری قوم کے لوگوں کی مثالوں کے پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ قدرت کا

ثبوت ہے۔ ہماری غرض [illegible] تعریف کا حاصل کرنا نہیں بلکہ ایسا وہم تو اخلاص اور صدق کے خلاف ہے۔ اصل مقصد یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو بیدار کریں کہ تبلیغ اور اشاعت اسلام کے کام سے بیکار نہ ہوں"

زبردست ہاتھ پھر اشارہ کر رہا ہے کہ پردۂ غیب سے ہماری ترقیات کا آفتاب پھر طلوع ہونیوالا ہے۔

جبکہ ہماری قومی سرپرستی اور پشت پناہی کے لئے ایسے عالیمقام اور معظم رئیس موجود ہیں۔ جیسے ہز ہائینس حضور پرنور نظام مدظلہ العالی۔ ہز ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال ہز ہائینس نواب صاحب رامپور۔ ہز ہائینس نواب میر صاحب خیرپور۔ دربار بہاولپور۔ و دیگر والیان ملک مسلمان رئیسان و سرداران قوم۔ تو پھر یاس کی کوئی وجہ نہیں۔ اور ناکامی کا کوئی سبب نہیں۔

اس رقم کو جمع کرنیکا طریقہ یہ قرار دیا گیا ہے کہ اوّل ہز ہائینس سر آغا خان بالقابہ کلکتہ۔ لکھنؤ۔ رامپور۔ لاہور۔ کراچی۔ اور بمبئی ڈیپوٹیشن لیجاویں گے۔ اس کے علاوہ ہر ایک صوبہ کے بڑے بڑے مقامات پر سربراوردہ اور با اثر مسلمانوں کے ڈیپوٹیشن جاویں گے۔ اور ہر ایک ڈویزن اور ضلع کے صدر مقام پر بھی اسی طرح پر تحریک کیجاویگی۔ اور ایک وقت خاص تک اس مقصد اعظم کی اہمیت اور ضرورت کی اشاعت کرنے کے بعد مختلف صوبجات کے ہر ایک شہر قصبہ اور قریہ میں چندہ جمع کرنے کا کام شروع کر دیا جاویگا۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ اس قدر وسیع اور مہتم بالشان کام بغیر جمہوری مدد کے ہو نہیں سکتا۔ اور اس کی عملی شکل یہی ہے کہ ہر ایک شہر اور قصبہ میں جسقدر ہمدرد اور باہمت اصحاب ہوں وہ اس کام میں حصہ لینے کے لئے تیار ہوں۔ اور جس مقام اور زمانے میں وہ کام کر سکیں اس سے خاکسار کو جلد سے جلد مطلع فرماویں۔ تاکہ ان کا نام نامی اس خاص مقام کے ڈیپوٹیشن میں شامل کر لیا جاوے اس کام کو انجام دینے اور اس کے متعلق مکمل اہتمام کرنیکے لئے علیگڈھ میں ایک صدر کمیٹی بنام نہاد کمیٹی تکمیل محمڈن یونیورسٹی قایم ہوئی ہے۔ جس کے پریسیڈنٹ ہز ہائینس آغا خان صاحب بہادر بالقابہ ہیں۔ متعدد وائس پریسیڈنٹ ہر ایک صوبہ کے نامور اکابرین سے ہیں۔ اور سکرٹری یہ خاکسار ہے۔ اس کمیٹی نے اپنا ایک خاص صدر دفتر علیگڈھ میں قائم کیا ہے۔ جس سے براہ راست خط و کتابت ہونا چاہئے۔ جو صاحب روپیہ بھیجنا چاہیں وہ رجسٹرار صاحب کالج علیگڈھ کے پتہ سے روانہ فرمائیں۔ یہ کل روپیہ بنک آف بنگال آگرہ میں بطور علیحدہ فنڈ کے جمع کیا جاویگا۔ اور اس کی رسیدیں ہر ایک چندہ دہندہ کی خدمت میں بھیجی جاویں گی۔

برادرانِ ملت

یہ پیام خاص ہے جو اس کی عاجزانہ اپیل کی صورت میں ہر ایک امت محمدی اور رکن قوم کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے۔ دلی توجہ اور کامل غور سے سمجھ لیجئے کہ یہ کوئی معمولی تحریک یا عامیانہ تجویز نہیں ہے۔ بلکہ یقین فرما لیجئے کہ خالق حقیقی کیطرف سے ایک ساعت مسعود قوم کی قسمت کے فیصلہ کیلئے مقرر ہو گئی ہے اور اب ہر ایک زندہ دل اور روشن دماغ اپنی قومی بہبودی کی طرف متوجہ ہے کہ قوم اس وقت امتحان کی میزان میں کیسی اترتی ہے۔

مضطرب ہے روح پاک سرسید مرحوم کی جنت فردوس میں جنہوں نے اس پودے کو لگایا تھا۔ جس کے پھلنے پھولنے کا وقت اب آیا ہے۔ اور متفکر ہیں ارواح پاک نواب محسن الملک خان بہادر برکت علیخان خلیفہ محمد حسین صاحب اور دیگر سرسید کے احباب و بزرگان قوم کی جنہوں نے ابتدا سے اس پودے کی حفاظت اور ترقی میں حصہ لیا۔ پس اے برادران ملت اب وقت ہے کہ ہم سب دنیا اور اپنے محبان صادق کو دکھلاویں کہ دین کی حمایت اور قوم کی خدمت کے لئے جو ندا ہم کو دیجاتی ہے اس کا جواب ہم کیسے طرز عمل سے دیتے ہیں۔ اور بیس لاکھ کی رقم جمع کر لینے کو ہم ادنیٰ خدمات قومی میں تصور کرتے ہیں۔ بزرگان قوم تقریباً دو ہفتہ ہوئے ہیں کہ جو میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ اس کی خوشی اب تک میرے دل میں ویسی ہی ہے۔ جیسی کہ خواب کے بعد آنکھ کھلتے وقت تھی۔ مگر مجھکو چند سال قبل ایک خواب کے بیان کرتے وقت ایک نصیحت ہوئی تھی کہ حتی الامکان خواب کے بیان میں بہت احتیاط چاہیئے۔ لہٰذا میں تصریح اس کے بیان میں تامل کرتا ہوں اور اس قدر عرض کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ اس خواب کا تمام تر راز محمڈن یونیورسٹی کے لفظ محمڈن میں ہے۔ جو سرور اور اطمینان مجھکو اس خواب سے حاصل ہوا ہے اس سے مجھکو تو کامل طور پر یقین ہو گیا ہے کہ اس وقت جس کام کا بیڑا قوم نے اوٹھایا ہے خداوند تعالیٰ جل شانہٗ اپنے فضل و کرم سے اس کو پورا کرنے والا ہے۔ ہمارے اعمال کا نتیجہ تو وہ تھا جو اب تک ہمنے دیکھا۔ اور آیندہ جس امر کی ہم توقع کرتے ہیں۔ وہ محض فضل ایزدی سمجھنا چاہیئے۔ اب ہمارا کام ہے کہ اول بصدق دل اپنے اعمال کی خداوند غفور الرحیم سے معافی چاہیں اور بنہایت خشوع خضوع سے جناب باری میں عرض کریں کہ

ہر چند ہیم لایق بخشایش تو
بر من منگر بر کرم خویش نگر

اور پھر بفحوائے "اذا عزمت فتوکل علی اللّٰہ" کمر ہمت چست کرکے محمڈن یونیورسٹی کے سرمایہ کو انہیں آیندہ چند مہینوں میں فراہم کریں اور خدا وہ دن لاوے کہ محمڈن یونیورسٹی قایم ہو اور میں یہ کہنے کے قابل ہوں کہ:-

هذا تاویل رءیای ـ والسلام ـ

خاکسار ـ مشتاق حسین آنریری سکرٹری علیگڈھ

۱۰ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء

کمیٹی تکمیل محمڈن یونیورسٹی

پریسیڈنٹ:۔ ہز ہائینس سر آغا خان بہادر۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔

وائس پریسیڈنٹ

آنریبل نواب سر محمد فیاض علی خانصاحب بہادر کے سی ایس آئی۔ (۲) آنریبل نواب محمد عبدالمجید صاحب بہادر (۳) آنریبل راجہ سر تصدق رسول خانصاحب کے سی ایس آئی تعلقہ دار جہانگیر آباد۔ (۴) آنریبل راجہ سر علی محمد خانصاحب بہادر کے سی آئی ای تعلقہ دار محمود آباد (۵) آنریبل نواب نواب فتح علی خانصاحب بہادر قزلباش سی آئی ای (۶) آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹرایٹ لا لاہور (۷) حاذق الملک حافظ حکیم اجمل خانصاحب دہلی (۸) آنریبل خواجہ سر سلیم اللہ خانصاحب بہادر کے سی ایس آئی ڈھاکہ (۹) نواب صاحب بہادر مرشدآباد (۱۰) سیٹھ عبدالکریم عبدالشکور جمال (۱۱) حاجی احمد ملا داؤد صاحب ملیٰ (۱۲) خان بہادر ایچ ایم ملک صاحب ناگپور (۱۳) خان بہادر نواب سلام اللہ خانصاحب (۱۴) آنریبل سر کریم بھائی ابراہیم صاحب بیرونٹ (۱۵) سر آدم جی پیر بھائی (۱۶) ہز ہائینس پرنس آف آرکاٹ بہادر۔ (۱۷) آنریبل خان بہادر شیخ صادق علی صاحب وزیر خیرپور (۱۸) کرنیل حاجی حافظ محمد عبید اللہ خانصاحب بہادر فرزند دوم حضور ہز ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال (۱۹) خان بہادر مولوی رحیم بخش صاحب مدار المہام بہاولپور (۲۰) نواب عماد الملک مولوی سید حسین صاحب بلگرامی سی آئی ای۔ (۲۱) آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب بیرسٹرایٹ لا (۲۲) مسٹر جی ایچ ٹول صاحب پرنسپل محمڈن کالج علیگڈھ۔

سکرٹری نواب وقار الملک بہادر۔

جائنٹ سکرٹری (۱) نواب خان بہادر محمد مزمل اللہ خانصاحب (۲) مسٹر شوکت علیصاحب بی۔ اے (۳) شیخ محمد عبداللہ (۴) حاجی محمد موسیٰ خانصاحب۔

انچارج صدر دفتر ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب ایم اے ڈی ایس سی پی ایچ ڈی۔

جنرل سپرنٹنڈنٹ صدر دفتر مولوی ادریس احمد صاحب بی۔ اے۔

ممبران کمیٹی

(۱) جملہ ٹرسٹیان محمڈن کالج علیگڈھ (۲) جملہ ممبران سنٹرل سٹینڈنگ کمیٹی آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس (۳) جملہ ممبران اولڈ بوائز ایسوسی ایشن (۴) جملہ ممبران کالج و اسکول اسٹاف علیگڈھ (۵) ممبران سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی آل انڈیا شیعہ کانفرنس (۶) جملہ اڈیٹران اخبارات و رسائل اسلامیہ (۷) جملہ ممبران مجلس انتظامیہ ندوۃ العلماء (۸) جملہ ممبران مجلس انتظامیہ مدرسہ عالیہ دیوبند (۹) جملہ ممبران مجلس انتظامیہ مدرسۃ الالٰہیات کانپور (۱۰) جملہ ممبران کمیٹی انتظامیہ طبیہ کانفرنس و مدرسہ طبیہ (۱۱) و مدرسہ دائیان دہلی (۱۲) جملہ ممبران کمیٹی انتظامیہ مدرسہ تکمیل الطب لکھنؤ۔ (۱۳) جملہ ممبران کمیٹی انتظامیہ احمدیہ کانفرنس قادیان (۱۴) جملہ ممبران کمیٹی انتظامیہ انجمن حمایت اسلام لاہور (۱۵) جملہ ممبران اسٹاف اسلامیہ کالج لاہور (۱۶) جملہ ممبران کمیٹی انتظامیہ انجمن مفید اسلام مدراس (۱۷) جملہ ممبران کمیٹی انتظامیہ انجمن اسلام بمبئی (۱۸) کل اسلامی اسکولوں و مدارس عربیہ کے مینیجران و منتظمین و ہیڈ ماسٹران (۱۹) جملہ انجمنہائے اسلامیہ کے عہدہ داران (۲۰) جملہ کونسلوں کے اور ڈسٹرکٹ و میونسپل بورڈوں کے مسلمان ممبران۔ کل مسلمان بیرسٹران و وکلاء و مختاران و کل مسلمان زمینداران و تاجران۔

جماعت احمدیہ سندھ کیلئے ضروری اعلان

تمام جماعت احمدیہ کو جو سندھ میں کسی جگہ رہتے ہیں۔ اطلاع ہو کہ سب صاحب اپنا پورا پتہ جناب سکرٹری صاحب محمد حسین خانصاحب کینال آفیسر ریاست خیرپور کو تحریر فرما دیں۔ کہ سکرٹری صاحب ان سے خط و کتابت کر سکیں

والسلام۔

محمد اسمٰعیل پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ خویلی حیدرآباد سندھ۔

نشانات میرزا

امرتسری منکر کے رسالہ الہامات مرزا کے جواب کا اعلان ہوتے ہی احباب نے مسرت آمیز اور حوصلہ افزا خطوط لکھنے شروع کئے ہیں۔ حضرت حافظ ہاشم علی صاحب فدائے سلسلہ نے برسد بوہا سے خط لکھا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی احباب ہر طرح سے مدد کیلئے طیار لکھ رہے ہیں۔ میری رائے میں یہ کتاب مفت تقسیم ہونی چاہئے۔ اگر ایک سو احباب ایسے نکل آئیں جو اسکی دس دس جلدیں لیکر مفت تقسیم کرنیکا وعدہ کریں۔ تو ایک ہزار کاپی مفت شایع ہو سکتی ہے بیٹنے سردست دو ہزار کاپیاں اس رسالہ کی چھاپنے کا ارادہ کیا ہے۔ اور میں خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہوں کہ یہ رسالہ آخیر فروری ۱۹۱۱ء تک انشاء اللہ العزیز شایع ہو جائیگا۔ جو لوگ مفت تقسیم کے لئے تیار ہوں۔ وہ اپنے ناموں سے اطلاع دیں۔ کوئی رقم اس مقصد کے لئے سردست میرے پاس نہ بھیجنی چاہئے۔ بلکہ جس وقت کتاب نصف کے قریب پریس میں جا چکی گی اس وقت میں انشاء اللہ العزیز اعلان کر دونگا۔

اب صرف درخواستیں بھیجنی چاہئیں۔

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری یوم کی آمدنی ۸۸ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا ہی بد نصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم ہے۔ سنیئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر معصر بی ناتھ صاحب بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس معنور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے یا فاسفورس کو جیکا کر خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حرارت زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو نہیں ہٹ سکتا بلکہ بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و افغانستان اور ممالک غیر کے بہتریں اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود اسقدر زمانہ مدت کے استعمال ہوتے ہوئے بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸ روپے کی روح حیات کی یومیہ بکری ... جو یہ نتیجہ نکلتے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ امراض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہیں ان کے لئے روح حیات تریاق کا حکم رکھتا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے یا یہ وہ مقوی روح ہے جو روز بروز ممدی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے دیگر امراض جو کثرت نواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس۔ اور اختلاج قلب کیواسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرہ کے لئے اگر آپ تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجئے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو ممتاز۔ اور بڈھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ جھوٹی کیمیا گری کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی۔ روغن دافع سستی۔ موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی۔ اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر ... طاقت بحال ہو جاتی ہے مایوس مریضاں نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی استعمال کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپے۔ چار آنہ (للعہ) شیشی خورد دو روپیہ دو آنہ (عہ)

یہ دو دوائیں۔ حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائیٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں +

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوی۔

فصلی بخار۔ اور طحال کی دواء

یہ دوا پچیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کر کے تھک گئے ہوں۔ تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگا کر آزمایش کیجئے۔ اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مارتی ہے اس لئے اس کی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے۔ اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گھلاتی ہے۔

قیمت بڑی شیشی چودہ آنہ (۱۴) محصولڈاک دو شیشی (۸؍)

قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنہ (۸؍) محصولڈاک دو شیشی (۶؍)

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایک دم اچھا ہو جاتا ہے۔

قیمت فی ڈبیہ چار آنہ (۴؍)

محصولڈاک ایک شیشی سے ۲ شیشی تک ۵؍ بارہ ڈبیہ ۶؍

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہار دینے کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الاماں۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی نہیں بلکہ ہم پہلے وہ دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں ہر قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے اس مرض کے لئے معجون تیار کی ہے۔ جسکے چند روز کے استعمال سے امراض متعلق قوائے تناسل انشاء اللہ دور رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ تعالےٰ مفید ہو۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ یاریں کہ جواہرات سے طیار ہوتی ہے اول مفت منگا لیجئے پھر اگر فائدہ ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس (عہ)

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہونچتی ہے تاکہ اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اسکو باعث قیمت ہو ماشہ (عا) سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ (۸؍) منجن دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی منجن کا کام ہے قیمت فی بکس ۴؍

المشتہر: حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبگڈھ ضلع دہلی

... سیس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

نظارہ کبھی خواب و خیال میں بھی پیدا نہ ہوتا۔ اور اس کے بعد ہمارے ہندو دھرم کے محافظوں اور رکھشکوں۔ ہندو دھرم کے بہادر اور وفادار سپوتوں کو جو کہ سکھ اور خالصہ کے خاص خاص ناموں سے خطاب کئے جاتے ہیں۔ ہرگز ایسی توفیق یا جرأت نہ ہوتی کہ وہ کھلم کھلا ہندو قوم سے علیحدگی کا اعلان کرتے۔ اور ہندوؤں میں شامل رہنے کو اپنے لئے خطرناک اور موجب ذلت یا رسوائی کا سمجھتے۔ جیسا کہ فی زمانہ دیکھنے میں آرہا ہے۔ اور اس نظارہ پر سچے محبان وطن دلی دل میں جو درد محسوس کر رہے ہیں اور اسی درد کے مارے جو پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ اُسکی نوبت کیوں آتی؟ "ہندو سکھ ہیں یا سکھ بھی ہندو ہیں"۔ اس کا سوال فی زمانہ جو بدمزگی پیدا کر رہا ہے۔ اخبار خواں دنیا اس کو خوب جانتی ہے اور پنجاب کی برائے نام ہندو سبھاؤں اور کنفرنس میں زیادہ تر حضرات کن خیالات اور اعتقادوں کے کارکن ہیں۔ وہ وہ معززین ہیں جنکے ذاتی اعتقاد ہندوؤں کی بنیادی اور مسلمہ چیزوں سے اس درجہ مختلف بلکہ برعکس ہیں۔ کہ جتنا اختلاف ہندوؤں اور مسلمانوں میں بھی نہیں ہے .... ہم حیران ہیں۔ کہ جو حضرات (آریہ) اوتاروں کے قائل نہیں ہیں اور برن آشرم کے قایل نہیں جو دیوی دیوتاؤں کے قایل نہیں جو تیرتھوں اور مندروں کے قائل نہیں جو بدھوا بیاہ کو ہی لازم قرار نہیں دیتے۔ بلکہ ایک عورت یا لڑکی کے لئے گیارہ تک خاوندوں کو جائز مانتے ہیں۔ جو غیر اقوام کے بھرشٹ اور گرے ہوئے لوگوں کو مایل کرنے اور ملا لینے میں ترقی سمجھتے ہیں۔ چھوت چھات ذات پات کے بندھنوں کے توڑنے کے درپے ہیں۔ اور اتنے پر بھی اکتفا نہ کر کے ان سب لوگوں کے عقاید کو کھلم کھلا برا کہتے ہیں۔ جو اُن کے ساتھ ان امور میں متفق ہونے پر تیار نہیں ہیں وہ کیسے ہندو بلکہ ہندوؤں کے لیڈر ہیں؟ وہ ہندو کے خطاب کے بھی علانیہ روادار نہیں ہیں۔ اور لطف یہ کہ پھر بھی ہندو سبھاؤں کی رہبری کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اتفاق اتفاق کا شور مچاتے ہیں۔ اور نفاق نفاق کا بیج بوتے ہیں۔ اسی بیج کا کرشمہ ہے کہ پہلے ہندو و مسلمان الگ ہو گئے۔ اور اس کے بعد سکھ بھائیوں کو بھی علیحدگی کی سوجھی۔ اور کیسے افسوس اور ماتم کی بات ہے۔ کہ یہ کھاڑی یا خلیج علیحدگی کی ہر روز بڑھتی نظر آتی ہے کہ

سکھوں کے نفاق کی خرابی

بائے غور ہے کہ اس تازہ نفاق کی صورت

کس درجہ سنگین اور سنجیدہ ہوتی جاتی ہے اور "ہندو کنفرنس" کے ملتان والے جلسہ نے اس بارہ میں کیسی ماتم افزا نمود حاصل کی ہے۔ اس کا حوالہ دینا بے موقعہ نہ ہوگا۔ ہندو کانفرنس کے چلتے پرزے حضرات نے زمانہ کو یہ دکھلانے کیلئے کہ "ہندو" اور "سکھ" ایک ہی ہیں۔ جلسہ ملتان کی پریسیڈنٹی کی کرسی باباگربخش سنگھ صاحب بیدی کو عنایت کی۔ اور محض اس لئے کہ بابا صاحب نے ایسی "ہندو کانفرنس" کی صدارت منظور کر کے خالصہ دہرم کو بٹہ لگا دیا ہے کہ جس کے اکثر کارکن اور چلتے پرزے حضرات سکھوں اور خالصہ دہرم کے جانی دشمن اور سخت بدخواہ اور شدت سے اس کے بدنام کرنے والے حضرات ہیں۔ اور ان حضرات سے مراد جس خاص فرقہ ہندوؤں کے قومی عقاید کا بھی جانی دشمن بلکہ اس سے بھی زیادہ بدخواہ عملی طور پر ہے۔ جیسا کہ محمود غزنوی یا شہنشاہ اورنگ زیب اس شورش سے مشہور کئے جاتے ہیں۔ غرضکہ جس بات کی شکایت پر دربارہ "ہندو کنفرنس" کے اخبار عام پہلے سے بزور واویلا کرتا تھا۔ اُسی کی خرابی کا قدرتی گل کھلایا گیا ہے۔ سکھوں کی "رنگ سبھا" کے جلسہ راولپنڈی میں زال بعد جلسہ لاہور میں اور اب حال میں سنگھ سبھا لائل پور کے عام جلسہ میں بھی سری بابا صاحب ممدوح کی آڑے ہاتھوں خبر لی گئی ہے۔ اور اس کا جوش سکھوں میں اسقدر نمایاں ہے کہ سکھوں کی ایجوکیشنل کنفرنس کے سالانہ جلسہ میں بمقابلہ سری بابا صاحب کے انہیں کے برادر عزیز کنفرنس مذکور کی استقبالیہ کمیٹی کے پریسیڈنٹ مقرر کئے گئے ہیں۔ اور سکھ لوگ بظاہر اس بات پر ثابت قدم نظر آتے ہیں۔ کہ وہ ایسے ہندوؤں سے قطعی بیزار اور بالکل علیحدہ رہنا چاہتے ہیں جن کے کارکن ان کے عقاید کے شدت سے مخالف اور مشہور بدخواہ ہیں۔ غرضیکہ "ہندوؤں" کی انہیں حضرات کی بدولت کیسی شرمناک حالت ہو رہی ہے۔ کہ جن کو وہ خوشامد در آمد سے اپنا ظاہر کرتے ہیں۔ وہی الٹے کنارہ کشی اور بے تعلقی کے دعوی دار ہیں۔ آخر یہ چالبازیاں کیسے کارگر ہو سکتی ہیں۔ اور ایسی حکمتوں سے ہندوؤں کا کیا حال ہوا چاہتا ہے۔ کاش! اس پر کوئی بندۂ خدا غور کرے۔ اور اس خرابی سے ہندوؤں کو بچائے۔ جن گندم نما جو فروش حامیان و خادمان و کارکنان "ہندو کانفرنس" کی بدولت ہندوؤں کی قوم کی یہ ذلت و خواری پیش آرہی ہے۔ لطف کی بات ہے کہ وہ بھی اپنی خاص منڈلی میں ہندوؤں کے نام سے چھپتے اور مرد میدان بنکر ہندو ہونے کا دعولے نہیں کرتے اُن کی سماجوں کے ملکھیا اخبار ہندو ہونیکا اعتراف نہیں کرتے۔ اور وہی حضرات ہندوؤں کے محافظ اور ہندوؤں کے کارگذار اور ہندوؤں کے قومی خادم ہونیکا فخر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اُنہوں نے ہندوؤں کی طاقت اور شہرت اور عظمت بڑھا دی ہے!!! اگر یہی خدمت فخر کے قابل ہے تو سری رام اور سری کرشن بھگوان اور مہاراج گورو صاحبان ہندوؤں کو ایسے بے غرض خادموں کی چالوں سے محفوظ رکھیں جن کی تاثیر سے آخرت کی تباہی کے علاوہ دنیا کی شہرت اور عزت اور پولیٹیکل فوائد کا بھی جو کچھہ حال پیش آرہا ہے سراسر ناگفتہ بہ ہے۔ جس کا حوالہ دینا اس موقعہ پر باعث طوالت ہوگا۔

سکھ بھائیوں کی بیزاری کیوں؟

ممکن ہے کہ سنگھ سبھاؤں کے محولہ بالا ریزولیوشنوں پر بعض ناواقف لوگ ناک بھوں چڑھائیں کہ ان کی شکایت بالکل بیجا ہے کہ کارکنان ہندو سبھا یا "ہندو کانفرنس" سے سکھوں کی بیزاری فضول

ہے۔ ہمکو افسوس سے ماننا پڑتا ہے کہ خاص ہندوؤں کی طرح سکھوں کی بیزاری بھی اس امر خاص میں بیوجہ اور فضول نہیں ہے بلکہ سراسر منصفانہ اور جائز ہے۔ ہندوؤں کے مشہور دہرم کرم کی جو کچھ خاک ان سرگرم نو تعلیمیافتہ ساجیوں نے اُڑائی ہے۔ اس سے قطع نظر مسلمان اور عیسائیوں اور جینیوں اور دیگر فرقہ کے بھائیوں کے مقدس اعتقادوں کی جیسی دل آزاری کیگئی ہے۔ اس کو بھی بالفعل ایکطرف چھوڑکر یہ دیکھنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ ان حضرات کے مہاشے لوگ کس طرح سکھوں اور اُن کے مقدس بزرگوں واجب التعظیم گوروؤں کی توہین اور بدنامی کے پھریرے اُڑا رہے ہیں۔ اور اس کے بعد حیران ہو رہے ہیں کہ سکھ اُن کے برائے نام "ہندو کنفرنس" کے جال میں کیوں نہیں پھنستے ہیں۔ اور کیوں ایسے "ہندو کنفرنس" اور ہندو برادری کو دور سے سلام کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جن کے مُکھیا اور قائم مقام یہی حضرات آپابنتے ہیں۔ اس موقعہ پر صرف ایک مثال کا پیش کرنا کافی ہوگا۔ اور انصاف پسند ناظرین اسی ایک مثال سے نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ اخبار عام کا دعوٰے اور اس کا شور کہاں تک صحیح یا غلط ہے۔

دعوی کی مثال

اسی ایک مثال پر آجکا مضمون ختم کرنا کافی ہوگا۔ اس موقعہ پر ہم کو افسوس سے ایک ایسے اخبار کا مضمون نقل کرنا پڑتا ہے۔ جو انہیں سماجی حضرات کا مشہور اخبار ہے۔ جس کا نام "آریہ مسافر" ہے۔ جو ملکی ناچاقیوں کے ناگوار مضامین کے باعث حکام کے نزدیک بھی قابل اعتراض ہو نیکی شہرت پا چکا ہے۔ جو امن کی ضمانت کے باعث کچھ ماہ تک حکماً بند بھی رہا۔ پھر سماجی امداد کے زور سے رقم ضمانت داخل کر کے اب پھر ظہور پذیر ہو رہا ہے۔ جسکے مالک وہی مسٹر بھوجدت ہیں کہ جو ابکے کلکتہ میں بحکم پولیس بند کئے گئے تھے۔ جو اپنی زندگی کا مشن یہ بنائے ہوئے ہیں کہ سماجیو نہیں پر ساشرم کی [illegible] قابل اعتراض رسم چل نکلا۔ جو ہندوؤں کی مذہبی دہرم کے سراسر خلاف ہے اور ان کے دہرم پاک کی بنیاد [illegible] [illegible] کرنے والی ہے۔ جسکو ہندو مہاسبھا کا [illegible]

ہندو سماجی فرقہ ہندوؤں کی ترقی کا لوازمہ سمجھتا ہے۔ یہی مسٹر بھوجدت "ہندو کنفرنس" کے موقعہ پر آگرہ سے چلکر ملتان آئے۔ اور کنفرنس کے ہجوم میں اسپات پر لکچر دیا کہ ہندوؤں کو ضرور بھرشٹ شدہ مسلمانوں اور عیسائیوں کو شامل کر کے اپنے برن آشرم کی خوبیاں روشن کرنی چاہیں!۔

انہیں مسٹر بھوجدت صاحب کا اخبار ضمانت کی رقم سرکار میں داخل کر کے اب پھر سماجی طمطراق سے جاری کیا گیا ہے۔ اور اب بجائے مسٹر بھوجدت صاحب کے انہیں کے پُوت سپوت "مسٹر تارا دتہ صاحب" اس اخبار "آریہ مسافر" کے مدیر اور مہتمم قرار دیئے گئے ہیں۔ اور یہ اخبار "آریہ مسافر" ہنکاری پریس آگرہ سے شایع کیا گیا ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اخبار ہذا کی زیارت کا فخر ہم کو نصیب نہیں ہے۔ لیکن قادیانی اخبار "پیغام صلح" میں اسی قومی سماجی اخبار "آریہ مسافر" کے ایک مضمون کا اقتباس دیا گیا ہے۔

اس مضمون سے ظاہر ہے کہ آریہ بھائیوں کے اس اخبار "آریہ مسافر" آگرہ کی رائے سکھوں کے بارے میں کیا ہے۔ اس رائے کے اظہار میں سکھوں کے مقدس گوروؤں کی شان میں کس دریادلی سے گل افشانی کیگئی ہے۔ اس تحریر کو بطور مشتے نمونہ از خروارے سمجھنا چاہیئے اور دل ہی دل میں خیال کرنا چاہیئے۔ کہ جس آریہ سماج کے ایسے مشہور اور مسلّم اخبار "آریہ مسافر" کی رائے سکھوں کے بزرگوں کے متعلق یہ ہے۔ ایسے سماج کے حضرات کی "ہندو کنفرنس" کے پریذیڈنٹ منتخب کئے جانے پر سری بابا گوربخش سنگھ بیدی صاحب کی شورش کیوں دو بالا نہ ہو۔ غرض کہ ہندو کنفرنس کے شرمندہ لیڈران [illegible] کا اخبار آریہ مسافر [illegible]

[illegible] خالصہ جی ذرا سوچ سمجھکر اُتر دیں۔ کہ ایک بار کے بڑے زمانہ کے بادشاہ کا باقاعدہ باندھ لیا اور اسی کے برخلاف لڑائی کر کے ہزاروں آدمیوں کا خون کرا دیا [illegible] [illegible] گوبند صاحب نے ہندوؤں پر کونسا اُپکار کیا بلکہ [illegible] [illegible] گوبند صاحب نے اپنی غرض کیلئے

بجائے غریب ہندوؤں کے گلے ناحق کٹوائے اور انپر طرح طرح کے ظلم کرائے ان واقعات سے دل میں ذرا بھی شک نہیں رہ سکتا کہ خالصہ جی کے گورو مہاراج کے پرتاب سے ہندو قوم کے گلے پر چھری پھری نہ کہ اسکی رکشا ہوئی۔ قاضی رستم خان کے گھوڑے کی قیمت دبائی۔ جسکی وجہ سے قاضی اور بابے بڈھے کی گالی گلوچ تک نوبت پہونچی۔ یہ بھی ہندوؤں پر اُپکار۔ قاضی کی لڑکی کولاں کو لاہور سے امرتسر لے گئے یہ بھی ہندوؤں پر اُپکار۔ بادشاہ کا باز دبا لیا۔ جسکی وجہ سے لڑائی ہوئی۔ یہ بھی ہندوؤں پر اُپکار۔ ہرگوبند صاحب نے بدھی چند کی معرفت شاہی طویلے میں سے گھوڑے نکلوا لئے۔ یہ بھی ہندوؤں پر اُپکار۔

(۲) گوبند صاحب نے جو جو کشت و خون کروائے وہ بھی ہندوؤں پر اُپکار۔ گوبند صاحب نے ورن آشرم کی مریادا کو نشٹ کر کے اورنگ زیب کیطرح ہندوؤں کے گلے سے یگیوپویت اُتروائے۔ یہ بھی ہندوؤں پر اُپکار۔ گوبند صاحب کے چیلوں نے مار دھاڑ کر کے دیش کا ستیاناش کیا یہ بھی ہندوؤں پر اُپکار۔

(۳) خالصہ قوم اور اس کے بزرگوں نے ہندوؤں کی سہایتا کی یا ہندو دہرم کی رکشا کی۔ ہم بڑے زور سے کہنے اور ثابت کرنیکو طیار ہیں کہ خالصہ جی کا جنم کسی اُپکار یا ملکی بھلائی یا ہندوؤں پر احسان کے لئے نہیں ہوا۔ بلکہ اپنے باپ کا بدلہ لینے اور راج پاٹ کی ہوس میں تاریخوں سے ثابت ہے۔ اور اتہاس ساکشی دے رہے ہیں کہ اگر تیغ بہادر صاحب نہ مارے جاتے تو گوبند صاحب شاید میں آپ کے سامنے نہ آتے۔ پنتھ رچا گیا۔ باپ کے بدلہ کے لئے لڑائیاں کی گئیں۔ باپ کے بدلے کے لئے نہ [illegible] بیراگی کو دکن دیش سے بھیجا گیا۔ باپ کے بدلے کے لئے کشت و خون اور لوٹ مار کی بنیاد ڈالی گئی۔ باپ کے بدلے کے لئے ہرگوبند صاحب نے جو کچھ کیا۔ اپنے آنند کیلئے تیغ بہادر صاحب نے پران دیئے۔ صرف اس لئے کہ مسلمانوں کے راج میں آفت پہنچانا چاہتے تھا۔ اس میں عام ہندوؤں کا کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی انکی اور ان کے دہرم کی کچھ رکشا کی گئی یا گیا۔ مطلب سدھی کے لئے آج تک یہ وجود کے کی [illegible]

[illegible] مطبوعہ [illegible] اقتباس درج [illegible] اخبار [illegible] (ایڈیٹر [illegible])

دیکھ لیجئے - اسلام کی تعلیم تو صلح اور شانتی پر مبنی ہے - اسلام تو کہتا ہے کہ تم ان لوگوں سے لڑو - جو تم سے لڑتے ہیں - اور پھر دفاع کے لئے بھی یہ شرط لگائی گئی ہے - لا تعتدوا [illegible] حد سے نہ بڑھو (دیکھو سورہ حج) کیا ویدک دھرم میں بھی کوئی ایسی شانتی کی تعلیم ہے؟ اگر ہے تو لالہ صاحب ذرا وید کا کوئی منتر تو پیش کریں - اگر نہیں تو بجائے اپنے گریبان میں منہ ڈالنے کے دوسروں کے منہ کیوں آتے ہیں

واہ سنت دیو لیا! رونگٹے کھڑے ہو گیا دیو لیا

مذہبی دنیا سے یہ امر پوشیدہ نہیں - کہ مسافر آگرہ نے جب سینتہ دیو (غلام حیدر مرتد) کو اپنے ہاں سے الگ کیا تھا - تو مسافر آگرہ میں یہ اشتہار شائع ہوا تھا - کہ جو کوئی سینتہ دیو کی علیحدگی کا سبب معلوم کرنا چاہے - تو وہ دو پیسے کا ٹکٹ بھیج کر خط بھیجے مسافر آگرہ نے اس چال سے کسقدر ٹکٹ بٹورے ہونگے - قادیان سے بھی دو تین آدمیوں نے ٹکٹ بھیجے مگر ٹکٹوں کو ایسا ہڑپ کیا - کہ ڈکار نہ لی - اور سینتہ دیو کی علیحدگی کے وجوہات کو ایسی شدید احتیاط سے پوشیدہ رکھا - جسطرح پنڈت دیانند جی اپنی جائے سکونت اور حسب نسب کو پوشیدہ رکھتے تھے - اگر بعض خاص الخاص آریوں کو اس کے حالات لکھے بھی گئے - تو اس کی پیشانی پر جلی حروف سے یہ لکھا گیا کہ خبردار اس چٹھی کی بھنک دوسرے کان تک نہ جائے - مگر ؎

"نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا"

آپ اس چٹھی میں کہتے ہیں :-

کہ سینتہ دیو دراصل بابی مذہب کا پیرو تھا اور بابیوں کی خفیہ سوسائٹی نے پنڈت جی کے قتل کرنے کے لئے سینتہ دیو کو بھیجا تھا - سبحان اللہ کیسی مزیدار اختراع ہے - پنڈت جی تو ہمیشہ بابی مذہب والوں کے برخلاف کبھی دو سطریں تک نہیں لکھیں - تو بھلا پھر بابی مذہب والوں کو کونسی ضرورت پیش آئی تھی - جو بخصوصیت خاص آدمی کو اس ڈیوٹی پر مقرر کرتے - بابی لوگ تو جانتے بھی نہ ہونگے کہ پنڈت لیکھرام ہیں کس .... ملی ہے - پھر اگر واقعی یہ بات سچ تھی تو پنڈت جی کو چاہئے تھا - ایسے خبیث کو سرکار کے حوالہ کیوں نہ کر دیا؟

تاکہ اس نا پاک سوسائٹی کا اصلی عہدہ سامنے آ جاتا اور اس بدکردار کو پہنچا یا جاتا - مگر یہ تو ایک ڈھکوسلہ محض اختراعی تھا مقصد کہ ہر چلا یا جاتا - پھر آگے چلکر آپ لکھتے ہیں کہ وہ تو صحیح اردو بھی نہ لکھ جانتا تھا - اور ضلع گجرات کے موضع رانے وال کے ایک کشمیری کا بیٹا تھا - خوب! ابھی مہاشہ جی لکھ چکے ہیں کہ شدھ کرنیکے وقت زمین و آسمان کے قلابے ملا کر یہ کہا تھا کہ مہاشہ سینتہ دیو جی بغداد کے عربی کالج کے پروفیسر ہیں - اور آپ سید زادہ ایرانی النسل امروہے کے باشندے ہیں - آہ! افسوس! اسلام کو چڑانے کیلئے کسقدر جھوٹ اور کذب تراش کر ضمیر کا خون کیا گیا - کیوں لالہ جی تناسخ کا دول اس جھوٹ بازی کیلئے کونسی جون مقرر کرتا ہے؟ پھر آگے چلکر آپ لکھتے ہیں "اس کا چال چلن ہمیں سمبھر ناظر نہ آیا اسلئے اسے الگ کیا گیا ہے"

ناظرین ان الفاظ پر ہمنے خط کھینچا ہے ان کو پڑھ کر کون انکار کر سکتا ہے - کہ سینتہ دیو کے الگ کرنیکی وجہ مسافر کے قتل کا خدشہ نہیں ہے بلکہ اس کی اس آخر عبارت کو جسپر ہمنے خط کھینچا ہے پڑھکر مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ کوئی معشوق ہی اس پردہ زنگاری میں ہے آجتک جسقدر اشدھیاں ہوئی ہیں - انکا حشر سخت خطرناک ظاہر ہوا ہے - مہاشہ دھرمپال کو شدھ کیا گیا تو اسکے لئے آریہ سماج کو دھرمپال کی خودکشی نامی کتاب لکھنی پڑی - مسٹر ڈیسی کو شدھ کیا گیا تو وہ ایسا استاد ملا کہ ایک نامور آریہ کا کچھ روپیہ لیکر ایسا چمپت ہوا کہ آجتک اسکی کچھ اگ سگ نہیں نکلی - مہاشہ سینتہ دیو کو شدھ کیا تو اس کو بدچلنی کا سارٹیفکیٹ دیا گیا - اگر آریہ سماج میں ذرہ بھر بھی روحانی جذبہ ہوتا - تو وہ ضرور ان اشدہ شدہ کی زندگیوں میں تغیر پیدا کرتا - مگر جو سماج بجائے روحانی زندگی پیدا کرنیکے کسی خاص الخاص اغراض کے لئے قائم کی گئی ہے تو وہ کسطرح روحانی زندگی دے سکتی ہے -

ختم ادل چول بند ... [illegible]

ایک حل طلب سوال

بعض دوستوں کے خط آتے ہیں کہ نور میں سلسلہ کا ذکر بھی ہونا چاہئے - تاکہ ہمیں دوسرے اخبار کے خریدنے کی ضرورت نہ رہے" سلسلہ عالیہ کے متعلق مضامین لکھنا تو ہمارے لئے الفضل خدا بہت آسان ہے - کیونکہ مضامین تیار شدہ ملجاتے ہیں بعض اوقات صرف ترتیب دینے کی ضرورت رہجاتی ہے - وہ چند منٹوں کا کام ہے - برخلاف اسکے آریہ - اور سکھ ازم وغیرہ پر مضامین لکھنا محنت شاقہ کو چاہتا ہے - مگر "نور" جن اغراض اور مقاصد کو لیکر اٹھا ہے - یعنی بجائے اسلام مثلاً آریوں وغیرہ کے اعتراضوں کے جوابات - اور سکھ دھرم میں باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کا پرچار کرنا - سو "نور" انشاءاللہ تعالیٰ آخری دم تک اس عہد کو نباہنا چاہتا ہے - اور ہمارے دوست خود ہی سوچ لیویں کہ مخالفین اسلام کے حملوں کے روکنے لئے اور سکھوں میں باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کا پرچار کرنیکے واسطے کسقدر اشد ضرورت ہے - بلکہ میں تو "نور" کے موجودہ صفحہ جات بھی ان اغراض کیلئے کافی نہیں پاتا - اور اس فکر میں ہوں کہ اخبار کو ۱۲ کی بجائے ۱۶ صفحہ کا کیا جائے - ہاں اگر ہمارے دوست ضروری سلسلہ کے حالات کو نور میں دیکھنا چاہتے ہیں - تو ہم محض انکی خاطر نور کے ساتھ ایک ضمیمہ نکالنے کیلئے تیار ہیں - جو محض سلسلہ کیلئے وقف ہو گا - اور موجودہ صفحہ جات میں تو ایک سطر کی بھی گنجایش نہیں - اگر پانصد درخواستیں آگئیں تو ہم اس کام کو انشاءاللہ العزیز بہت جلد شروع کر دیں گے -

میری معذرت

بدظنی بہت بری بلا ہوتی ہے بعض دوستوں نے اس بات کو نہایت بُری طرح محسوس کیا ہے - کہ ایڈیٹر "نور" حضرت اقدس کی بیماری کے متعلق اپنے اخبار میں کچھ نہیں لکھتا - مگر ہمارے ان معزز دوستوں کو کیا علم ہے کہ نور کہاں چھپتا ہے - اور اسکی کاپیاں کتنے روز پہلے یہاں سے مطبع کو روانہ کی جاتی ہیں - نور اسلامیہ پریس لاہور میں چھپتا ہے - اور اس کی کاپیاں کم از کم دس روز پہلے یہاں سے مطبع کو روانہ کیجاتی ہیں - تو پھر کہیں جاکر وقت پر شائع ہو سکتا ہے - دوسرے معنوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو حالات نور کے ناظرین پندرہ تاریخ کو پڑھیں گے - دراصل وہ ہم تاریخ کے ہوں گے - اگر میں ہم کو حضرت اقدس کی علالت طبع کی خبر ناظرین کو دیتا ہوں ہو سکتا ہے کہ بفضل خدا حضرت اقدس بندرہ

ہندو ، سکھوں اور آریوں میں تبلیغ الاسلام بھی سلسلہ کی ایک ضروری شاخ ہے - اخبار کو معجون مرکب بنانے کی بجائے ایک خاص شعبہ میں ترقی دینا قوم کے لئے بہتر ہے - سلسلہ کی خاص الخاص خبریں اب بھی درج ہوتی رہتی ہیں -

آخری نویدن :- ہم پوچھتے ہیں کہ کیا اس کے بعد بھی کسی کو سکھوں کی روش کے سمجھنے میں دقت ہوگی۔ کہ وہ ایسے "ہندو کنفرنس" اور ہندو سبھا کی برادری سے کیوں کنارہ کش ہیں۔ کیا یہی ہندوؤں کی ترقی اور اُن کی طاقت کے لچھن اور اہل ہند کی پولیٹکل ترقی اور امن پسندی کی مضبوطی کے کرشمے ہیں؟ ایسی حرکتوں کے بعد بھی کیا "اخبار عام" کے دعوے کے ماننے میں کسی انصاف پسند کو تامل ہوگا۔ کہ وہ کیوں "ہندو کنفرنس" کی صحیح اصلاح کا طلبگار رہتا ہے؟ کیا یہی ہندوؤں کے اتفاق کا راز ہے؟ خوشی کی بات ہے کہ سماجی بھائیوں کا سالانہ جلسہ انہیں ایام میں لاہور میں بڑی دھوم دھام کی نمایش سے کر رہے ہیں۔ کاش! اس جلسے میں توفیق ہو کہ اپنی روش پر غور کریں آنکھ موند کر سینہ پر ہاتھ رکھیں اور اپنے نرا کار پرمیشور کو حاضر و ناظر جان کر سوچیں کہ وہ کہتے کیا ہیں؟ اور کرتے کیا ہیں اور ہوتا کیا ہے؟ کاش! سماجی بننے سے پہلے ہندو ہونے کا ثبوت دیں۔ ورنہ ہندوؤں کے حال پر رحم کریں۔

بخشو بی بلی۔ چوہا لنڈورا ہی اچھا ہے۔ ع
مرا بستی موجب رضا سے خدا است"۔

قومی بزرگو! کیا اب بھی سکھوں پر گلہ کروگے؟ سکھ سچے ہیں۔ سکھوں کا اس میں کچھ قصور نہیں۔ قوم اور ملک میں جتنا نفاق بڑھ رہا ہے اسکے ذمہ دار سماجی ہیں۔ اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ قوم اور دیش میں سچی محبت پیدا ہو۔ تو ہمت کرکے ان نفاق کے بانی چالبازوں کے جال کو توڑ ڈالو۔ جب تک آریہ سماجی موجود ہیں سکھ تو در کنار۔ سناتن دھرمی ہندو بھائیوں کا ملاپ ہونا ہی کٹھن ہے۔ جبسے سوامی دیانند اور ان کے چیلے ہندوستان میں پیدا ہوئے ہیں۔ قوم اور دیش میں نفاق ہی نفاق نظر آرہا ہے۔ گورو نانک صاحب نے بھی تو ہندوستان کے علاوہ کابل قندھار مکہ مدینہ تک ست کا پرچار کیا تھا۔ لیکن ان لوگوں نے سدھار کی جگہ ایسا بگاڑ کیا ہے جو کئی دفعہ لٹھ چل چکی ہے مقدمے ہو چکے ہیں۔ لیکن یہ آریہ سماجی اپنی کرنی کا ذرا افسوس نہیں کرتے۔ یہ لوگ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ اور ہمیشہ تو سنہ بارتھ دکھلا کر اپنی شیخی کی ڈینگیں مارتے ہیں۔

لیکن اندر سے قوم کی جڑیں کٹ چکی ہیں۔ آخیر میں اپنے ہندو بھائیوں سے پرارتھنا کرتا ہوں۔ اے ہندو بھائیو ہمت کرکے آریہ سماجیوں کے پھندے سے قوم اور دیش کو بچاؤ"۔

ہندو قوم کا سچا خیر خواہ لکھمی داس ساہنی

لوٹ لُکا ڈرائیں

گورو گوبند سنگھ کے صاحبزادوں کا اصلی قاتل کون تھا!

قاصد خبر لایا کہ دونوں چھوٹے صاحبزادے جو گنگا رام برہمن کی زیر نگرانی تھے۔ اس نے صوبہ سرہند کے حوالے کر دیئے۔ اور قاصد نے یہ بھی خبر دی کہ مالیر کوٹلہ کے مسلمان نواب کی سفارش پر نواب سرہند دونوں صاحبزادوں کی جان بخشی کرنے کو تیار تھا۔ مگر دیوان سرہند جو مسلمان نہیں بلکہ ہندو قوم سے تھا کہا کہ:- افعی راکشتن و بچہ اشنگہ اشتن کار خردمندان نیست

(ماخوذ از ہندوستان)

دھرمپال آریہ یا عیسائی!

اس سے پہلے پرکاش۔ ہندوستان اور مسافر آگرہ میں یہ خبر چھپی تھی۔ کہ "مہاشہ دھرمپال عیسائی ہونے کی تیاری کر رہا ہے۔ اب اس خبر کے متعلق مہاشہ دھرمپال خود اپنے رسالہ اندر بابت جنوری ۱۹۱۳ء یوں لکھتے ہیں:-

مسیح کے بارے میں میں نے اپنے خیالات کو آئندہ کے لئے بھی پوشیدہ نہیں رکھا۔ آریہ سماج میں ہر قسم کی ذلت اور اذیت کے اندر اگر مجھے کسی چیز نے گرنے سے بچایا ہے تو وہ صرف مسیح کی قربانی یا اپنا جانفشانی کرنا مسیح کی قربانی میرے دشوار گذار راستہ میں بڑا بھاری سہارا ثابت ہوئی ہے"۔

گو مہاشہ دھرمپال کو جس چیز نے گرنے سے بچایا۔ وہ بقول اُن کے پنڈت دیانند کی مثال نہیں اور نہ ہی آریہ سماج کا اثر ہے۔ اور نہ ہی ویدک دھرم کی تعلیم بلکہ حضرت عیسےٰ نے آپ کو گرنے سے بچایا۔ ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ مہاشہ دھرمپال نے دلی خیالات ویدک دھرم کی نسبت کیسے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ کی طرف سے کیسے۔

عیسائی کے لئے ضروری نہیں کہ وہ گرجے میں جاکر بپتسمہ حاصل کرنے سے ہی عیسائی بن سکتا ہے۔ بلکہ اصلی عیسائی وہ ہے جو دل سے حضرت عیسیٰ کا پیرو ہو۔ اور اسکی زندگی کی مثال کو اپنی زندگی کا رہبر جانتا ہو۔ اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ دھرمپال دل سے آریہ سماجی ہے یا عیسائی۔ بیشک یہ دیکھ کر آریہ سماج کف افسوس ملتا ہوگا کہ

ابھی تو ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا!
آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا!

بڑی چھپی بات!

ہم کئی دفعہ آریہ گزٹ کے فاضل ایڈیٹر لالہ دیوان چند ایم۔ اے کو یہ دوستانہ مشورہ دے چکے ہیں کہ آپ بزرگ قوم مذہبی میدان میں ذرا سوچ سمجھ کر اترا کریں۔ [illegible] رہا ہے کہ پچھلے سوالات کا قرضہ آپکے سر پر جوں کا توں موجود ہے۔ مگر تازہ پرچہ میں آپ اپنی ہمہ دانی کا ثبوت دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

"اسلام کی تاریخ کی طرح عیسائی مذہب کی تاریخ بھی [illegible] خونیں لکھی ہوئی ہے"۔ مگر مہاشہ جی کو چاہئے تھا کہ اور [illegible] پر اعتراض کرنے سے پہلے فرزند دیانند یہ بھاش [illegible] [illegible] سوامی دیانند کی رگوید بھاش [illegible] بھاش صفحہ ۱۹۹ دیکھ لیتے اور پھر ان کی رگ رگ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]